श्री सद्गुरु देवाय नमः

شری پرم ہنس ادویت مت کا

ماہوار رسالہ

آنند سندیش

شری پرم ہنس ادویت مت پبلیکیشن سوسائٹی
شری آنندپور

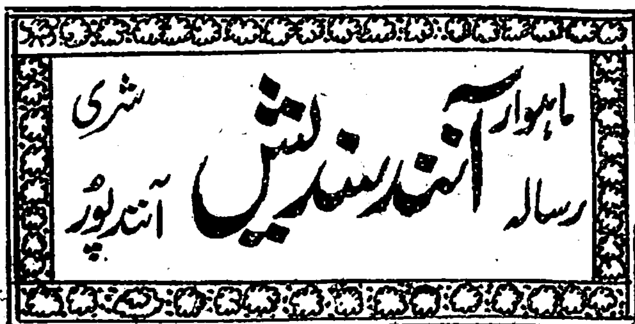


MARCH, 1987

KRi-298

شری ستگورو دیوائے نمہ

شری پرم ہنس ادویت مت کا



فہرست مضامین

مالک

شری پرم ہنس ادویت مت پبلیکیشن سوسائٹی شری آنند پور ضلع گنہ

سالانہ: اٹھارہ روپے

فی پرچہ: ایک روپیہ پچاس پیسے

سالانہ چندہ ممالک غیر سے بذریعہ ہوائی جہاز

درون ایشیا ۱۰۲ روپے

انگلینڈ و یورپ ۱۳۲ روپے

یو۔ایس۔اے ۱۵۶ روپے

امریکہ و کینیڈا ۱۵۶ روپے

مارچ ۱۹۸۷ء

سمپادک

مہاتما سکھ ساگر آنند

ایڈیٹر پبلشر شری پرم ہنس ادویت مت پبلیکیشن سوسائٹی شری آنند پور ضلع گنہ

مطبوعہ ... پرنٹنگ پریس دہلی

کاریالیہ آنند سندیش سے حسب ذیل پُستکیں ہر وقت مل سکتی ہیں

ست سنگ کی پُستکیں

شری پرم ہنس ادویت مت ہندی امر جیوتی ۴۰/-

شری پرم ہنس ادویت مت بڑا سندھی انگلش ۲۸/-

شری پرم ہنس ادویت مت چھوٹا ہندی۔ سندھی۔ انگلش ۳/-

آنند درشانت سندیش ہندی بھاگ پہلا ۱۰/-

آنند رامائن ہندی بھاگ چوتھا ۱۰/-

بھگتی رتن ہندی ۱۰/-

بھگتی ساگر اردو ہندی انگلش مرہٹی سندھی گورمکھی بھاشا ۱۰/-

بھگتی دیپک اردو، ہندی، گورمکھی، سندھی ۸/-

آنند گیتا ہندی ۸/-

سار اپدیش ہندی ۱/-

مکتی جیون ہندی ۸/-

شانتی بچن بھنڈار ہندی گورمکھی سندھی ۸/-

سہج ساگر، ہندی گورمکھی، سندھی ۲/-

بچن ساگر، اردو۔ ہندی۔ گورمکھی ۲/-

ست سنگ سرور (سندھی) ۱۲/-

آنند دائیک گور گیان بانی سندھی ۸/-

آنند دائیک کبیر صاحب کی بانی سندھی ۳/-

دس سے وی وائز انگلش ۱/-

پیس آف مائینڈ 〃 ۸/-

اور رئیل ڈیوٹی 〃 ۴/-

سپرچل بلس ۳/-

داما سٹرس بلے سنگس ۸/-

ستگورو بھگتی۔ جیون مکتی سندھی ۸/-

بھجن گٹکے

پریم شبداولی اردو، ہندی گورمکھی ۳/-

آنند بھجناولی 〃 〃 〃 ۳/-

آنند شبد مالا بھاگ پہلا اردو ہندی، گورمکھی ۳/-

آنند شبد مالا بھاگ دوسرا ۲/-

آنند پُشپانجلی ہندی ۳/-

آنند دائیک پریم بھجن مالا سندھی ۱۵/-

آنند دائیک بھجن مالا سندھی ۳/-

ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

پربندھک کاریالیہ آنند سندیش پوسٹ آفس شری آنندپور ضلع گنہ مدھیہ پردیش

شری ستگورو دیوائے نمہ

شری پرم ہنس ادویت مت کا



جلد ۳۵	ماہ مارچ ۱۹۸۷ء بمطابق ماہ چیت سمت ۲۰۴۳ بکرمی	نمبر ۳

شری گورو بندنا

دوہا

پرم پُرش گورو دیو جی   سکل وِشو آدھار
بار بار ہم بندنا   سُکھد شری چرنار

پر برہم کے اوتار ہیں   پُورن پُرش ابھیو
چرن کمل ہیے میں بسا   نِردن لاگوں سیو

سرو سمرتھ گورو دیو کے   جو جن شرنی آئے
آدھی ویادھی ناشے سکل   جنم مرن کٹ جائے

گورو چرنن کی چھاؤں میں سب ودھی منگل ہوئے
مایا کال کرال کا تراس رہے نہیں کوئے

تاتے گورو چرن گہو رکھ نشٹھا من ماہیں
جن کے کرپا کٹاکش سے سکل تراس مٹ جاہیں

ستگورو کرپا سے پلک میں چھوٹے جگ جنجال
جیو یتن لاکھوں کرے کٹے نہ مایا جال

پرم ہتو گورو دیو جی ہیں اناتھ کے ناتھ
چرن شرن میں راکھ کر کرتے جیو سناتھ

دھوکے میں من کے بہت یہ جو دکھ اٹھائے
ستگورو کے اپدیش بن کبھوں نہیں سکھ پائے

من متی تج گورو متی گہے پاوے سکھ اپار
گورو وچن ہے دھرنا ہی سہج ملے سکھ سار

گورو بن سکھ سپنے نہیں یہ نشچے کر جان
کوٹ یتن جا ہے کرو رہے من مورکھ جان

تاتے مایا تیاگ کر　　گورو چرنن چت لاؤ
گورو چرنن بن رے منا　　درڑھ کر راکھو بھاؤ

بھگتی مارگ اتی کٹھن ہے　　بن گورو کے اُپدیش
جیو سہے اِس مارگ پر　　لاکھوں کشٹ کلیش

پتھ پر درشک گورو نہیں　　مارگ سہل ہو جائے
سہجے ہی پھر جیو یہ　　اپنے لکش کو پائے

تن من سے سیوا کرے　　آٹھ پہر گورو دھیان
تاکے ہیے بیں اُپجے　　سہجے نرمل گیان

دیا ندھے گورو دیو جی　　کھما شیل سکھ روپ
میرے کلی دکھ ہرو　　بخشو سکھ انوپ

تیرے چرن سروج کا　　بنے بھرمر من مور
داسن داس تو پریم میں　　ہر پل رہے وبھور

(رانی شمیم)

شری پرم ہنس امرت کتھا

شری پہلی پادشاہی جی مہاراج کا امر جیون -

(گزشتہ سے پیوستہ)

دوہا

شری پرم ہنس دیال جی	سنتن کے سر تاج
چرن کمل میں بندنا	گورو غریب نواز
شری یگل چرنار میں	سادر ناؤں ماتھ
جن چرنن کی شرن گہہ	ہووے جیو سناتھ
ست نام دھن بخش کر	کینہا مالا مال
بھگتی پنتھ درسایا	ستگورو دین دیال
امرت مہالیش آپ کا	مہما اتی مہان
شر نر منی یوگی تپی	کر نہیں سکیں بکھان
میں بھی آیا شرن میں	چھوڑ جگت کی آس
بھکیا پریم اور بھگتی کی	یاچے داسن داس

پسی پورن برہم - چراچر وشو کے سوامی، سروگن ندھان، سب سنتن کے سرتاج پرم پوجنیہ شری پرم ہنس دیال جی شری شری ۱۰۸ شری سوامی ادویت آنند جی مہاراج شری پہلی پادشاہی کے پرم پاون ہوگمین

گورُودیو، شری چرناربندوں میں داسن داس کا شردھا، نشٹھا اور نہایت عاجزانہ بار بار ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام ہے، جن شری چرنوں کی بدولت اِنسان باآسانی سنسار سمندر سے پار ہو جاتا ہے۔

ست پُرشوں کے بچن ہیں :-

جیوں پاکھان ناؤ چڑھ ترے پرانی گورُ چرن لگت نسترے

(گورُو بانی)

مطلب :- جس طرح پتھر کشتی میں چڑھ کر ندی وغیرہ سے پار اُتر جاتا ہے۔ اُسی طرح ستگورُو کے چرنوں کی بدولت اِنسان سنسار سمندر سے پار اُتر جاتا ہے۔

من مایا کے بندھن میں جکڑے ہوئے جیوؤں کی دُکھی اور قابلِ افسوس حالت دیکھ کر اور اُن کی درد بھری پُکار سُن کر آپ کا بہت ہی رحمت بھرا دِل پگھل گیا، انجام کار اُن کے دُکھ دُور کر اور اُنہیں سُکھ، شانتی اور آنند بخشنے کے لیئے آپ نے نرگن۔ نرا کار سے سُگن۔ ساکار رُوپ دھارن کیا اور سنت رُوپ میں اس سرزمین پر ظہور پذیر ہوئے۔

۱۸۴۶ء کی شری رام نومی کا شُبھ دن تھا۔ اُس دِن ہندوستان کے نیھ منڈل (آکاش) پر خوشیوں کا ایک عجیب رنگ چھا رہا تھا۔ ہر ایک اِنسان کا دِل خوشی اور آنند سے بھرپور تھا۔ قدرت بھی کئی طرح سے اپنی خوشیاں ظاہر کر رہی تھی، شاید یہ جان کر کہ سرشٹی کا بھار ہلکا کرنے اور موہ کی نیند میں سوئے ہوئے جیووں کو اس گہری نیند سے جگا کر اُنہیں کلجگی پرمارتھ کی راہ پر چلانے کے لئے پر برہم پرمیشور اپنا پرم دھام چھوڑ کر سنت رُوپ میں زمین پر ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ چاروں طرف خوشیاں ہی

خوشیاں کئیں۔

وہ مقدس دِن شری رام نومی کا تھا، جبکہ جگت میں بھگتی اور معرفت کا پاک نور پھیلانے کے لئے شری پرم ہنس دیال جی شری پہلی پادشاہی جی کا شبھ اوتار ہُوا۔ اس طرح یہ مہاجیوتی شری پرم ہنس دیال جی کے رُوپ میں ۵۔ اپریل ۱۸۴۶ء بمطابق ۲۳ چیت سمت ۱۹۰۳ بکرمی اتوار کے شبھ دن پر یہ نکھیتر سکر یا لوگ میں بہار پرانت کے جن پد سارن کے قصبہ چھپرا کی بیتیہ مٹی اور خوش قسمت زمین پر ایک اُونچے براہمن کُل میں ظہور پذیر ہوئے۔ شری تُلسی رام جی پاٹھک کو آپ کے پتا شری کہلانے کا سوبھاگیہ حاصل ہُوا۔ وہ اُس علاقے کے ایک مشہور شخص تھے اور بہت ہی سادھو سوبھاؤ۔ نیک چلن اور پر اُپکاری تھے۔ لوگ ان اوصاف کی وجہ سے اُن کی بڑی ہی عزت کرتے تھے۔

آپ کے پیدا ہونے پر شری تُلسی رام جی پاٹھک کے رشتے داروں اور متروں نے جب اُن سے آپ کے جنم کی خوشی میں خُوب دھُوم دھام سے تقریب منانے کو کہا، تو اُنہوں نے جواب دیا — ہمارے گھر میں ہی جنم کی تقریب منانے کی کیا ضرورت اور خصوصیت ہے؟ آج کے دن تو سارے ہندوستان میں بھگوان شری رام چندر جی کے جنم کی تقریب پہلے ہی منائی جا رہی ہے۔

اس طرح رام نومی کا یہ تہوار ترتیا یگ کے اوتار بھگوان شری رام چندر جی کے علاوہ یگ کی پکار سُننے والے کل یگ کے اوتار شری پرم ہنس دیال جی کے جنم دن کا تہوار بھی بن گیا، جو آج ساری دُنیا میں شری پرم ہنس ادویت مت کے پیرو کاروں کے ذریعہ بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

آپ کا شبھ اوتار شری رام نومی کے دِن ہونے کی وجہ سے آپ کے پتا جی نے آپ کا شبھ نام رام روپ، اور پھر رام نارائن، رکھا۔ وہ آپ کو پیار سے رام یاد، کہہ کر بھی بُلایا کرتے تھے۔ جیسا نام ویسے اوصاف ــــ آپ کے بڑے ہونے پر یہ کہاوت بالکل لفظ بالفظ سچ ثابت ہوئی۔ کیونکہ بھگوان شری رام چندر جی نے جس طرح راکھشوں کا خاتمہ کر دھرم کی بُنیاد رکھی، اُسی طرح آپ نے بھی انسان کے اندر بسے ہوئے گندے خیالات کا خاتمہ کر اُس کے اندر دھارمک وچاروں کو مضبوط کیا۔

آپ کے شبھ اوتار لینے پر گھر میں خوشی ہی خوشی چھا گئی، کیونکہ آپ کے علاوہ آپ کے ماتا پتا کی اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ اِس لئے آپ کے اوتار لینے پر گھر میں خوشیوں کا چھا جانا قدرتی تھا۔ لیکن آپ کے پتا شری کے لئے یہ خوشی زیادہ دیر تک نہ بنی رہ سکی۔ کیونکہ جب آپ کی عُمر تقریباً نو ماہ کی ہوئی، آپ کی ماتا جی خاکی جسم کو چھوڑ کر پرلوک سِدھار گئیں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ:-

شعر

فلک جنہیں عیش دیتا ہے اُنہیں کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں



ہمارا وشیش انک

(خاص سالنامہ)

آنند سندیش کے پیارے پاٹھکوں کو یہ جان کر بہت خوشی ہوگی کہ اگلے ماہ یعنی اپریل ۱۹۸۷ء کا رسالہ آنند سندیش خاص سالنامہ نمبر ہوگا، جس کا نام "آنند کلپترو" رکھا گیا ہے۔

ہمیشہ کی طرح اِس خاص نمبر میں بھی بھگتی، پریم اور پرمارتھ کی خواہش رکھنے والی پیاری رُوحوں کی دِلی مانگ کو پورا کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔

قاعدے مطابق یہ خاص نمبر بھی سارتیت (دلچسپ) مضمونوں، رس اور مٹھاس بھری کویتاؤں (شاعری) نصیحت آموز اور دلچسپ کتھاؤں، سُندر سُندر بھجنوں اور بھگتی پرمارتھ کے مضمونوں اور دوسری اُتم سامگری سے بھرپور ہوگا اور عام رسالوں کی بجائے دُگنے صفحوں کا ہوگا۔

اِن سب خاصیتوں کے ہوتے ہوئے بھی آنند سندیش کا یہ نرالا تحفہ پکّے گراہکوں کو سالانہ چندہ میں ہی مِل سکے گا۔

(سمپادک)

کلیان مارگ

ہمیشہ بھگوان سے ہی پریت کرو۔ (۱۹۸)

عام دُنیا دار اِنسان مایا سے محبت کرتا ہے۔ مایا اُنہیں اپنے جال میں پھنسا کر دن رات تگنی کا ناچ نچاتی رہتی ہے۔ دُنیا دار انسان چاہے جتنا اُس کے پیچھے بھاگیں اور اُسے حاصل کرنے کی کوشش کریں، وہ اُن کے ہاتھ نہیں آتی۔ وہ اُن کے ساتھ ہمیشہ دھوکا ہی کرتی ہے۔ مگر جو بھگوان کے ساتھ محبت کا ناطہ جوڑتے ہیں، وہ مایا کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ بھگتی وان شخص کے چونکہ بھگوان خود محافظ ہوتے ہیں، اِس لئے مایا کی اُن پر ایک بھی چال نہیں چلتی۔ اُلٹے مایا اُن کی خدمت کرنے کے لئے اُن کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے۔ اِس لئے اِنسان کو مایا کے ساتھ محبت کا رشتہ نہ جوڑ کر ہمیشہ بھگوان کے ساتھ ہی محبت کا ناطہ جوڑنا چاہیئے۔

تشریح:۔ ست پُرشوں کے بچن ہیں:۔

دوہا

مایا چھایا ایک سی ورلا جانے کوئے

بھگتاں کے پاچھے پھرے سنمکھ بھاگے سوئے
کبیر مایا پاپنی مانگی ملے نہ ہاتھ
منا اُتاری جھوٹھ کر لاگی ڈولے ساتھ
یا مایا جگ بھرمیا سب کو لگی اُپادتھ
یہ تارن کے کارنے جگ میں آئے سادھ
مایا دیپک نر پتنگ بھرم بھرم مائیں پرنت
کوئی ایک گورو گیان تے اُبرے سادھو سنت

(پرم سنت شری کبیر صاحب)

پرم سنت شری کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ مایا اور چھایا ـــــ دونوں کا ایک سا ہی سوبھاؤ ہے، لیکن اِس بات کو کوئی وِرلا گورمکھ شخص ہی جان سکتا ہے۔ مِثال دے کر سمجھاتے ہیں اگر کوئی چھایا کی طرف پیٹھ کر کے چلنا شروع کر دے تو چھایا اپنے آپ اِنسان کے پیچھے چلنے لگتی ہے، لیکن اِنسان اگر اُس کی طرف مُنہ کر کے چلنے لگے تو وُہ آگے آگے بھاگتی ہے۔

ٹھیک یہی حالت مایا کی بھی ہے۔ بھگت لوگ بھگوان سے پریت کرتے ہیں اور مایا کی طرف پیٹھ دے کر بھگوان کی طرف رُخ کرتے ہیں تو مایا اُن کے پیچھے پیچھے گھومتی ہے۔ اِس کے برعکس دُنیادار اِنسان مایا سے مُحبت کرتے ہیں، تو وہ اُن سے دُور دُور بھاگتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ مایا بڑی پاپنی ہے۔ چاہنے پر بھی کسی کے ہاتھ نہیں آتی۔ مگر جب اِسے جھوٹا سمجھ کر اِنسان مَن سے اِس کو چھوڑ دیتا ہے، تو یہ ساتھ ساتھ لگی رہتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ اِس مایا کے بھرم جال میں ساری دُنیا ہی پھنسی ہوئی ہے اور اُس نے اپنے جال میں پھنسا کر سبھی کو دُکھی اور پریشان کر رکھا ہے۔ اِس کے دھوکے سے اِنسان کو بچانے کے لئے ہی سنت ست پُرش دُنیا میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ مایا ایک شمع کے برابر ہے اور دُنیا دار لوگ پروانے کے برابر ہیں جو مایا رُوپی شمع کی چمک دمک پر عاشق ہو کر اپنی جان قربان کر رہے ہیں یعنی اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ کوئی خال خال گورمکھ ہی مُرشد کامل سے گیان حاصل کر کے اِس مایا کے چکر سے بچتے ہیں۔

پرم سنت شری کبیر صاحب کے مندرجہ بالا بچنوں پر اچھی طرح بچار کر کے اِنسان کو چاہیئے کہ مایا دھوکے باز کے دھوکے میں کبھی نہ آئے، اُس سے محبت کا رِشتہ کبھی نہ جوڑے بھگوان سے ہی محبت کا ناطہ جوڑے۔ اِس سے وہ ہمیشہ سُکھی اور آنند سے زندگی بسر کرے گا، دُکھ، تکلیف، مُصیبت وغیرہ اُس کے نزدیک بھی نہیں پھٹک سکیں گے، کیونکہ بھگوان سے محبت کا ناطہ جوڑنے پر بھگوان اُس کے مددگار اور محافظ بن جائیں گے۔ جب بھگوان خود محافظ بن جائیں گے تو پھر کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اہنکار، ترشنا وغیرہ دشمن اُسے پریشان کرنے کی چاہے لاکھ کوشش کریں، وہ اُس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے۔ دلفریب مایا کا کسی بھی صُورت اُس پر وار نہ چل سکے گا۔ وہ ڈائن بھلے ہی ساری دُنیا کو کھا لے، مگر پربھو بھگت پر اُس کا زور کبھی بھی نہیں چلتا۔ سنتوں کے بچن ہیں:۔

کنڈلیا

مایا ٹھگنی جگ ٹھگا ایہہ کو ٹھگا نہ کوئے

ایہہ کو ٹھگا نہ کوئے لیئے ہے نرگن گانسی
سر نر منی دَے ڈگائے کرے یہ سب کی ہانسی
اندر ہو کو یہ ٹھگا ٹھگا دَر یا سے جائی
نارد منی کو ٹھگا چلی نہ کچھ چترائی
سِو سنکر کو ٹھگا بڑے جو نیجا دھاری
سِنگی رشی جوان بیچھ کے بن میں ماری
پلٹو ایہہ کو سو ٹھگا جو ساچا بھگت ہوئے
مایا ٹھگنی جگ ٹھگا ایہہ کو ٹھگا نہ کوئے

(سنت پلٹو داس جی)

مایا تو چھایا کی طرح ہے، وِچار کرو کہ کبھی چھایا بھی قائم رہی ہے یا کسی کی بنی ہے؟ بالکل نہیں۔ جب نہیں تو پھر چھایا سے محبت جوڑنے سے کیا فائدہ؟ اِس لئے اِس جھوٹی مایا سے محبت کرنے کی بجائے اِنسان کو چاہیئے کہ بھگوان کی محبت دِل میں پکی کرے۔ بھگوان سے جھوٹی مایا کی طلب نہ کرے، بلکہ بھگوان سے بھگوان کو ہی مانگے۔

دُنیا دار اِنسان جو آج اِتنے دُکھی، اشانت اور پریشان ہیں، اُس کی فقط وجہ یہی ہے کہ وہ مایا کو سچ سمجھ کر ہر وقت اُس کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔ بھگوان سے محبت کرنے اور اُنہیں پانے کی بجائے وہ مایا سے محبت کرتے اور اُسے حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جب وہ ہاتھ نہیں آتی یا دھوکا دے جاتی ہے، تو دُکھی اور پریشان ہوتے ہیں۔ اِس کے برعکس جو بھگوان سے محبت کرتے ہیں، وہ

مایا کے جال میں نہیں پھنستے۔ وہ اُسے دِل سے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہی مایا جو دُنیاداروں سے بے وفائی کرتی ہے۔ بھگتوں کی خدمتگار بن کر اُن کی خدمت کرنے کو ترستی رہتی ہے۔ ست پُرشوں کے بچن ہیں:-

گہہ پکڑی نہ آئی ہاتھ
پریت کری چالی نہیں ساتھ
کہہ نانک جب تیاگ دئی
تب اور چرنی آئے پئی =۱=
سُن سنتو نرمل وِچار
رام نام بِن گتی نہیں کائی
گورو پورا بھیٹت اُدھار =۱= رہاؤ
جب اُس کو کوئی دیوے مان
تب آپس اُوپر رکھے گُمان
جب اُس کو کوئی من پرہرے
تب اوہ سیوک سیوا کرے =۲=
مُکھ بیراوے انت ٹھگاوے
اِکت ٹھور اوہ کہیں نہ سماوے
اُن موہے بہت برہمنڈ
رام جنی کینی کھنڈ کھنڈ =۳=
جو مانگے سو بھوکا رہے
اِس سنگ راچے سو کچھو نہ لہے

اِس ہی تیاگ ست سنگت کرے
وڈ بھاگی نانک اوہ نرے = ۴ =
(گوروبانی، رام کلی محلہ ۵)

مطلب :- مایا کو جب پکڑنے کی کوشش کی، تو یہ ہاتھ سے نکل گئی۔ اِس کے ساتھ کتنی ہی محبت کی۔ مگر اِس نے ساتھ نہیں دیا۔ ست پرش فرماتے ہیں۔ کہ جب اِسے چھوڑ دیا، تب یہ خدمتگار بن کر قدموں میں آگری۔ ہے ستو! یہ نرمل وچار سنو کہ پرماتما کے نام کے بغیر چھٹکارا نہیں اور کامل مرشد کے ملے بغیر جیو کا بھلا ممکن نہیں۔ جب کوئی مایا کو عزت دیتا ہے، تو وہ اپنے آپ پر فخر کرنے لگتی ہے۔ مگر جب کوئی اُسے اپنے من سے چھوڑ دیتا ہے تب وہ خدمت گار بن کر خدمت کرنے لگتی ہے۔ مایا پہلے تو اپنی طرف کھینچتی ہے، لیکن آخر میں دھوکا دے جاتی ہے۔ کسی ایک جگہ پر وہ مقیم نہیں رہتی۔ اُس نے بہت سے کھنڈوں۔ برہمنڈوں کو موہ رکھا ہے، مگر پربھو کے پیاروں نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ جو مانگتا ہے ——— وہ بھوکا رہتا ہے، یعنی جو مایا کی طلب کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔ مایا کے ساتھ پریم کرنے والے کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ جو اِس کو چھوڑ کر ست سنگت کرتا ہے ——— ست پرش شری گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں کہ وہ خوش قسمت ہے اور نجات کو پالیتا ہے۔

ست پرشوں کی مندرجہ بالا بانی کو سیح اور صحیح سمجھ کر انسان کو چاہیئے کہ دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی وہ بھی مایا کے پیچھے نہ دوڑیں۔ بلکہ بھگوان کے چرنوں کے ساتھ اپنے دِل اور من کا پکا تعلق قائم کریں۔ جھوٹی مایا

کے پیچھے دوڑنے سے کیا ملے گا؟ جن کے پاس لاکھوں کروڑوں ہیں، کیا وہ اندرونی طور پر سُکھی ہیں؟ کیا اُن کے من میں شانتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو مہاپُرش یہ بچن کیوں فرماتے کہ:۔

"سگل سرشٹی کو راجا دُکھیا"

پہلی بات تو یہ پُوری سرشٹی کا راجا آج تک نہ کوئی بنا ہے اور نہ ہی بن سکتا ہے۔ مگر مان لو کہ اگر ایسا ہو بھی جائے اور کوئی اِنسان ساری سرشٹی کا راجا بن بھی جائے اور ساری سرشٹی کی مایا اُسے مِل بھی جائے، تو بھی مہاپُرش فرماتے ہیں کہ وہ سُکھی نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمیشہ دُکھی اور اشانت ہی رہے گا، کیونکہ اِتنی مایا مِل جانے پر بھی اِس کی رُوح بھُوکی ہی رہے گی۔ جب اپنے کُل پرماتما سے اُس کا تعلق جُڑے گا رُوح کی بھُوک تو تبھی مِٹے گی۔

لیکن عام دُنیا دار اِنسان اِس اصلیت کو نہ جان کر مایا کے پیچھے دِن رات بھاگتے رہتے ہیں۔ ایسا کر کے حقیقت میں وہ خود ہی دُکھ اور اشانتی خرید کرتے ہیں۔ اِس زندگی میں تو وہ دُکھی رہتے ہی ہیں، اپنا پرلوک بھی دُکھ بھرا بنا لیتے ہیں۔

سنت نامدیو جی سے کسی پریمی نے پُوچھا کہ دُنیا کے دُکھوں سے کیسے چھُٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا۔

ایہہ سنسار تے تب ہی چھوٹو جو مایا نہ لپٹاوُ
مایا نام گرکھ جوتی کا تہہ تج درسن پاوُ
(گورُو۔ بانی)

سنت نامدیو جی نے فرمایا کہ اے پریمی! اِس دُنیا کے دُکھوں سے تم تبھی چھُٹکارا پا سکتے ہو اگر مایا میں نہ پھنسو گے، کیونکہ مایا ہی جیو کو جنم

من کے چکر میں ڈالنے والی ہے اِس کو چھوڑ کے ہی سُکھوں کے بھنڈار پرماتما کے درشن کئے جا سکتے ہیں اور دائمی سُکھ اور لبقا خُوشی کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اِس مایا کے فریب سے اِنسان تبھی بچ سکتا ہے جب وہ کامِل مُرشد سے علمِ معرفت کو حاصل کر اِس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لے کہ مایا سے نجات تبھی مُمکن ہے جب اِنسان بھگوان کے ساتھ اپنے دِل کا تعلق جوڑے گا، اُن کے چرنوں سے محبت کرے گا۔ اور جب مایا سے نجات مِل گئی تو سمجھو سبھی دُکھ اور فکرات سے چھُٹکارا مِل گیا۔ ست پرُشوں کے بچن ہیں:۔

جِس کا سب کچھ تِس کا ہوئے

تِس جن لیپ نہ بیاپے کوئے = ۱ =

ہر کا سیوک سد ہی مُکتا

جو کچھ کرے سوئی بھل جن کے

اتی نرمِل داس کی جُگتا = ۱= رہاؤ ۔

سگل تیاگ ہر سرنی آیا

تِس جن کہا بیاپے مایا = ۲=

نام ندھان جا کے من ماہی

تِس کو چنتا سُپنے ناہی

کہو نانک گورو پُورا پایا

بھرم موہ سگل بِنسایا = ۴=

(گورو بانی آسا محلہ ۵)

مطلب:۔ جو اِنسان اُس پرماتما کا پریمی بن جاتا ہے۔ جس نے اِس

ساری دُنیا کو پیدا کیا ہے، اُس انسان پر مایا کا اثر نہیں ہوتا۔ پرماتما کا سیوک پریمی ہمیشہ ہی مایا سے آزاد رہتا ہے۔ پرماتما جو کچھ کرتا ہے، سیوک کی اُس میں بہتری ہی چھپی ہوتی ہے، ایسے پریمی کی زندگی بہت ہی پاک ہوتی ہے۔ جو اِنسان اور سبھی سہارے چھوڑ کر پرماتما کا سہارا پکڑتا ہے مایا اُس انسان پر کبھی بھی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ جس اِنسان کے من میں مالک کا نام، اُن کی یاد بسی رہتی ہے اُسے کبھی بھی کوئی فکر چھو نہیں سکتی۔ ستپرش شری گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں کہ جس اِنسان کو مُرشد کامل کا ملاپ ہو جاتا ہے۔ اُس کے دِل میں بسی ساری غربت دُور ہو جاتی ہے، اور اُس کا مایا سے لگاؤ ختم ہو جاتا ہے۔

مطلب :- یہ کہ جو مایا کو چھوڑ کر بھگوان کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ بھگوان کے ساتھ اپنے دِل کا تعلق جوڑتا ہے۔ مایا نہ تو اُسے اپنے جال میں ہی پھنسا سکتی ہے اور نہ ہی دُکھی اور پریشان کر سکتی ہے۔ انجام کار وہ اِس زندگی میں بھی ہمیشہ سُکھی اور خوش رہتا ہے اور جنم مرن کے دُکھوں سے بھی بچ جاتا ہے۔

اِس لئے ابھی سے ہی مہا پُرشوں کے کلیان کاری بچنوں کو دل میں بسا کر اُن پر عمل کرنا شروع کر دو جس سے کہ تمہارا لوک اور پرلوک دونوں ہی سُکھ مئی اور آنند مئی بن جائیں اِسی میں ہی رُوح کی بہتری ہے۔



ماہنامہ آنند سندیش کے بارے میں

اعلان

مالکانہ حقوق و دیگر تفصیلات کے متعلق شائع ہونے والا اعلان جو ہر سال ماہ فروری کے آخری دن کے بعد شائع کیا جانا چاہیئے۔

بمطابق فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱- مقام اشاعت :- شری آنند پور۔ ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)

۲- وقفہ اشاعت :- ماہوار

۳-۴- چھاپنے والے و اشاعت کنندہ کا نام ، مہاتما سکھ ساگر آنند جی۔
" " کی قومیت ، ہندوستانی
" " کا پتہ ، شری آنند پور ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)

۵- ایڈیٹر کا نام :- مہاتما سکھ ساگر آنند جی
" کی قومیت - ہندوستانی
" کا پتہ : شری آنند پور ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)

۶- اُن افراد کے نام و پتے جو رسالہ ہذا کے مالک یا ایک فی صدی سے زائد حصہ دار ہوں۔ شری پرم ہنس ادویت مت پبلیکیشن سوسائٹی شری آنند پور ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)

۷- میں مہاتما سکھ ساگر آنند اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میری جانکاری و علم کے مطابق صحیح و درست ہیں

مورخہ یکم مارچ ۱۹۸۷ء

دستخط بحروف انگریزی مہاتما سکھ ساگر آنند



بطرز:- ہے سُکھ کاری پربھو تیرا درشن......

ٹیک:- نام جپ لے پربھو کا اے پرانی
یہ سرمایہ ہے رُوح کا اے پرانی

۱- بھاگوں سے ہیرا جنم مِلا ہے شُبھ کرموں کا یہی صِلہ ہے
اِس سے لابھ تُو اُٹھا اے پرانی

۲- دُنیا کے سب رِشتے ناطے سوارتھ کارن ہیں سب چاہتے
اُن میں دِل نہ پھنسا اے پرانی

۳- نام پیارا سچا سہارا بھو سے پار اُتارن ہارا
پریت نام سے لگا اے پرانی

۴- سودھ سودھ سنتوں نے فرمایا نام بن کسی نے سُکھ نہیں پایا
ہے اٹل فیصلہ اے پرانی

۵ داسن داس تُو ہو ہوشیار پل پل پربھو کا نام سنبھار
پائے سُکھ تُو سچا اے پرانی

پریم پیالہ جن پیا

(گزشتہ سے پیوستہ)

کتھا بھگت منی داس جی مالی

بھگت منی داس جی مالی شری جگناتھ دھام میں رہتے تھے۔ وہ بڑے ہی بھگوان کے بھگت اور سادھو سیوی تھے۔ وہ پھولوں کے ہار بیچتے تھے اور اُس سے جو کچھ بھی مِل جاتا، اُسی میں زندگی کی گزران کرتے تھے۔ آمدنی محدود تھی، مگر اُن کے بیوی اور بچوں سمیت سارا پریوار ہی صبر سکون والا تھا، اِس لئے وہ اُسی آمدنی میں خوش خوش رہ کر اپنی زِندگی کی گذران کرتے تھے۔

پڑھنے لکھنے کے نام پر بھگت منی داس جی بالکل کورے تھے لفظی عِلم اُنہیں بالکل نہیں تھا، مگر سادھو سنتوں کی نیک صحبت سے یہ سچا عِلم اُنہیں مِل گیا تھا کہ زِندگی کی کامیابی بھگوان کا بھجن سمرن کرنے میں ہی ہے۔ انجام کار اُن کے دِل میں پربھو پریم نے اپنا گھر بنا لیا تھا، اور وہ ہر وقت پربھو کے سمرن دھیان میں مستغرق رہتے تھے۔

بھگوان کی کرنی، کچھ وقت کے بعد بھگت منی داس جی کی بیوی اور اُن کے بیٹے سبھی ایک ایک کر کے پرلوک سیدھار گئے۔ اُن کے کِریا کرم اور تیرھویں وغیرہ پر اُن کا مکان اور جو تھوڑے بہت گہنے وغیرہ تھے،

سبھی بک گئے۔ مگر بھگت جی نے اسے بھی بھگوان کی رضا ہی سمجھی۔ اُن کی جگہ پر اگر کوئی عام دُنیادار انسان ہوتا، تو پریوار اور دھن۔ جائداد ختم ہونے پر دُکھی تو ہوتا ہی، اپنے بھاگ کو بھی کوستا، اور بھگوان کو بھی دوش دیتا، مگر بھگت منی داس جی عام دُنیادار انسان تو تھے نہیں وہ تو بھگوان کے سچے پریمی بھگت تھے اور بھگوان کے بھگت بھگوان کی ہر رضا کو خوشی خوشی اپناتے ہیں۔ کیونکہ بھگوان کے ہر کام میں وہ اپنی بہتری ہی دیکھتے ہیں۔ وہ تو ست پُرشوں کے ان بچنوں کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں کہ :-

تیرا کیا میٹھا لاگے ہر نام پدارتھ نانک مانگے

(گورو بانی۔ آسا محلہ ۵)

مطلب :- ہے پربھو! تیرا کیا ہوا ہر کام مجھے پیارا لگتا ہے۔ ست پُرش کہتے ہیں کہ میں تو تُم سے تمہارا نام رُوپی بیش قیمت پدارتھ ہی مانگتا ہوں۔

ایک اور جگہ بھی فرمان ہے :-

جو تدھ بھاوے سائی بھلی کار

(جپ جی)

مطلب :- ہے پربھو! جو تجھے اچھا لگتا ہے وہی کام بھلا اور کلیان کاری ہے۔

پریوار اور دھن۔ دولت کے برباد ہو جانے پر بھگت منی داس جی ذرا بھی دُکھی نہ ہوئے۔ انہوں نے اُس رحمت کے بھنڈار پربھو کی یہ بخشش ہی سمجھی۔ انہوں نے من میں سوچا ــــ بھگوان کتنے دیالو ہیں انہوں نے مجھے دُنیا کے سبھی بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے۔ میرا دھن۔ بیوی۔

بچّوں وغیرہ کے موہ میں پھنسا ہُوا تھا، جس سے ٹھیک طرح بھگوان کا سمرن بھجن نہ کر پاتا تھا۔ بھگوان نے بہت مہربانی کر کے موہ ممتا کے یہ سبھی تار توڑ دیئے ہیں، کیونکہ یہ سبھی بھجن سمرن میں رُکاوٹ ڈالنے والے ہیں۔ جیسا کہ شُگریو جی کا فرمان ہے:-

چوپائی

سُکھ سمپتی پریوار بڑائی — سب پرہر کروں سیوکائی

اِے سب رام بھگت کے بادھک — کہنی سنت تو پد اور ادھک

(شری رام چرت مانس۔ کشکندھا کانڈ)

شُگریو جی شری رام چندر جی کے چرنوں میں گزارش کرتے ہیں کہ سُکھ، دھن، دولت پریوار اور بڑائی ــــ اِن سب کو چھوڑ کر میں آپ کی خدمت کروں گا، کیونکہ آپ کے چرنوں کی پُوجا کرنے والے سنت کہتے ہیں کہ یہ سب (یعنی سُکھ، دھن دولت وغیرہ) بھگوان کی بھگتی میں رکاوٹ ہیں۔

یہ سوچ کر بھگت منی داس جی نے مصمم ارادہ کیا کہ اب میں اپنی باقی زندگی سنت سنگت میں رہ کر بھگوان کا بھجن سمرن کرتے ہوئے بسر کروں گا اور اپنا ایک ایک لمحہ لیکھے میں لگاؤں گا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو بھگوان کے بھجن سمرن کے علاوہ دُنیا کے دُوسرے کاموں میں جو انسان کا وقت گزرتا ہے، وہ کسی لیکھے میں نہیں ہے۔ لیکھے میں تو وہی گھڑیاں ہیں جو سنتوں ست پرشوں کی صُحبت میں، بھگوان کی یادیں گزرتی ہیں۔ جیسا کہ فرمان ہے:-

دوہا

کبیر سنگت سادھ کی — صاحب آوے یاد

لیکھے میں سوئی گھڑی باقی دِن برباد

(پرم ست شری کبیر صاحب)

بھگت مُنی داس جی بھی اپنا ایک - ایک پل لیکھے لگانے کے لئے گھر سے نکل پڑے اور گورو کی شرن اپنائی، اور سادھو بھیش لے لیا۔ اِس کے بعد وہ اپنا سارا وقت بھگوان کے سُمرن بھجن اور اُن کے گُن و مہما گانے میں ہی گذارنے لگے صبح سویرے ہی نہانے دھونے سے فارغ ہوکر وہ شری جگن ناتھ جی کے مندر کے بڑے دروازے پر پہنچ جاتے اور ہاتھوں میں کرتال لے کر کیرتن کرنا شروع کر دیتے۔ گلا میٹھا تھا اور دِل میں سچا پریم، اس لئے بھگوان کے پیاروں کی وہاں بھیڑ لگ جاتی اور سبھی اُن کی طرز مِلا کر کیرتن کرنے لگتے۔ کیرتن کرتے کرتے بھگت مُنی داس جی اِتنے پریم میں مُستغرق ہو جاتے کہ پریم میں متوالے ہوکر کرتال بجا بجا کر ناچ کرنے لگتے۔

مندر کے دروازے کھُلنے پر بھگت مُنی داس جی مندر کے اندر چلے جاتے اور بھگوان کی مُورتی کے نزدیک گرڑ ستمبھ کے پیچھے کھڑے ہوکر بغیر آنکھ جھپکائے ہوئے بھگوان کے درشن کرنے لگتے۔ درشن کرتے کرتے وہ پریم میں مست ہو جاتے اور دوبارہ کیرتن کرنے لگتے کیرتن کرتے کرتے انہیں تن بدن کی ذرا بھی ہوش نہ رہتی۔ کبھی ناچنے لگتے تو کبھی بیٹھ جاتے، کبھی ہنسنے لگتے تو کبھی رونے، کبھی بھگوان کو بار بار پرنام کرنے لگتے تو کبھی جے جے کار بُلانے لگتے۔ اُن کی حالت کچھ اِس طرح کی تھی :-

دوہا

پریم دیوانے جو بھئے　　پریتم کے رنگ ماہیں
سہجو شدھ بدھ سب گئی　　تن کی سودھی ناہئیں
پریم دیوانے جو بھئے　　کہیں بہکتے بین
سہجو مکھ ہانسی چھٹے　　کبھوں ٹپکے نین
کبھوں ہک دھک ہو رہے　　اُٹھے پریم ہت گائے
سہجو آنکھ موندی رہے　　کبھوں شدھ ہو جائے
من میں تو آنند رہے　　تن بورا سب انگ
نا کاہو کے سنگ رہے　　سہجو نا کوئی سنگ

(سنت سہجو بائی جی)

دیا پریم پرگٹیو تہیں　　تن کی تِن نہ سنبھار
ہر رس میں ماتے پھریں　　گِرہ بن کون وچار
پریم مگن جے سادھ جن　　تِن گت کہی نہ جات
روئے روئے گاوت ہنست　　دیا اٹ پٹی بات
کہوں دھرت پگ پرت کہوں　　ڈگمگات سب دیہہ
دیا مگن ہر روپ میں　　دِن دِن ادھک سینہہ

اُن دِنوں شری جگناتھ جی کے مندر کی حویلی کے ایک حصے میں روزانہ رات کے وقت شری بھاگوت پُران کی کتھا ہُوا کرتی تھی بھگت منی داس جی بھی کتھا سُنا کرتے تھے ۔ کتھا پڑھنے والے ایک عالم فاضل

پنڈت تھے۔ وہ کتھا کرنے میں اپنی لیاقت کو اچھی طرح ظاہر کرتے تھے اور ایسے ایسے نقطے بتلاتے تھے کہ جنہیں سن کر سننے والے مست ہو جاتے تھے۔ لیکن پنڈت جی کا یہ سب کچھ اوپری تھا، کیونکہ پربھو پریم سے اُن کا دِل بالکل خالی تھا۔ جس کے دِل میں پربھو کا پریم نہیں، جس نے پربھو پریم کے میٹھے رس کو پیا نہیں، وہ بھلا اِس رس کا آنند کیا جانے؟ وہ اِس بات کو کیا جانے کہ اِس رس کو ایک بار پی لینے پر پریمی کی کیا حالت ہوتی ہے؟

شری پرم ہنس ادویت مت کے بانی پرم اِرادھ دیو شری پرم ہنس دیال جی شری پہلی پادشاہی جی مہاراج نے ایک بار یہی فرمایا کہ اگر کوئی شخص زندگی بھر شاستروں کا مطالعہ کرتا رہے اور اُن کے مطالعہ کر بڑا عالم فاضل بن جائے۔ دنیا میں اُس کی خوب عزت۔ آبرو ہو۔ راج دربار میں اونچے درجے کو حاصل کرے، مگر اُن شاستروں کو پڑھ کر بھی اگر اُس کے دِل میں پربھو کا پریم پیدا نہیں ہوا، تو اُس شخص کی حالت اُس کڑچھی جیسی ہے، جو ہزاروں طرح کے لذیذ کھانوں میں پڑتی ہے۔ مگر سواد کسی کا نہیں لے پاتی۔

پنڈت جی کی حالت بھی کڑچھی جیسی ہی تھی۔ اُنہوں نے سینکڑوں شاستر ضرور پڑھے تھے۔ مگر پربھو پریم کے میٹھے رس کا سواد اُنہوں نے نہیں چکھا تھا۔

ایک دن کی بات ہے، کنہیا میں گوپیوں کے پریم کا پرسنگ چل رہا تھا۔ پنڈت جی نے اُس پرسنگ کو کچھ ایسے ڈھنگ سے بیان کیا کہ بھگت منی داس جی پریم میں مست ہو اپنی ہوش حواس کھول گئے۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور کرتال بجا۔ بجا کر ناچ کرتے ہوئے اونچی آواز سے بھگوان نام کا جاپ کرنے لگے۔ کئی سننے والے بھی اُن کے ساتھ مِل کر نام

کا جاپ کرنے لگے۔ لیکن اُن پنڈت جی اور سامعین کو جو خود کو بہت عالم فاضل سمجھتے تھے، بھگت منی داس جی کا کتھا میں اِس طرح رکاوٹ ڈالنا بہت بُرا لگا۔ پنڈت جی تو اِسے اپنی بے عزتی سمجھ کر آپے سے باہر ہو گئے وہ بھگت جی کو خوب ڈانٹنے پھٹکارنے اور بڑی بڑی باتیں کہنے لگے، مگر جب اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کی ڈانٹ۔ پھٹکار کا بھگت جی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے، تو اُن کا پارہ اور چڑھ گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور لگے بھگت جی کو مارنے۔ پنڈت جی کے کچھ طرفدار بھی اُن کے ساتھ مِل گئے۔ کچھ ہی دیر بعد بھگت جی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ وہ سبھی سامعین جو بھگت منی داس جی کی بہت عزت کرتے تھے، پنڈت جی کا یہ برتاؤ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُنہوں نے بھگت جی کو اُٹھایا اور ایک طرف برآمدے میں لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپس میں صلاح کر کے دو شخص بھگت جی کے پاس رُک گئے، باقی سب اپنے گھروں کو چلے گئے۔

بھگت منی داس جی رات بھر بے ہوش پڑے رہے۔ دُوسرے دن دوپہر کو اُن کو ہوش آئی۔ وہ کچھ دیر تک چاروں طرف حیران ہو کر دیکھتے رہے۔ آہستہ آہستہ اُنہیں سب کچھ یاد آ گیا کہ کس طرح وہ کتھا کے بیچ میں ہی اُٹھ کر بھگوان نام کا جاپ کرنے لگ گئے تھے۔ اُن کا انگ انگ ابھی بھی درد کر رہا تھا۔

اُنہیں ہوش میں آیا دیکھ کر ایک آدمی اُن کے لئے گرم گرم دُودھ لے آیا۔ مگر منی داس جی بے خواہشی ظاہر کر آنکھیں بند کر کے چُپ چاپ لیٹ گئے۔ اِسی طرح دن گذر گیا اور رات ہو گئی۔

اُس رات [illegible]

کا اظہار کرتے ہوئے کہا — تو کیسا راجا ہے؟ تیرے راج میں میرے پریمی بھگتوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے، اِس کا تجھے کچھ پتہ ہے؟ میرا ایک بھگت مُنی داس میرے مندر میں پریم میں مست ہو کر کیرتن کیا کرتا ہے۔ کل رات کتھا بانچنے والے پنڈت جی نے اُسے بُری طرح مارا پیٹا ہے۔ وہ کل سے بھوکا پیاسا پڑا ہے۔ اُس گھٹنا کے بعد اُس نے کیرتن نہیں کیا۔ اُس کا کیرتن مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔ اِس لئے تو خود اُس کے پاس جا کر اُسے خوش کر اور اِس بات کا بھی انتظام کر کہ آج سے کوئی بھی شخص اُس کے کیرتن میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ دوسرے میرا یہ بھی حکم ہے کہ آج سے کوئی بھی شخص، چاہے وہ کتنا ہی عالم فاضل کیوں نہ ہو میرے مندر میں کتھا نہیں کرے گا۔ کتھا اب لکشمی جی کے مندر میں ہوا کرے۔ میرا مندر تو میرے پریمی بھگتوں کے لئے کیرتن کرنے کے لئے وقف رہے گا۔

بھگوان کے یہ بچن فرماتے ہی راجا کی آنکھ کھل گئی۔ بھگوان کے درشن کر وہ دھنیہ ہو گیا۔ اُن کے حکم کا پالن کرنے کے لئے وہ اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر مندر کی طرف چل دیا۔

اُدھر مندر کے باہر برآمدے میں لیٹے ہوئے مُنی داس جی کو یکایک ایسا محسوس ہوا جیسے چاروں طرف پاک اور صاف روشنی پھیل گئی ہے۔ اُنہوں نے آنکھیں کھولیں، تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اُن کے سامنے بھگوان خود موجود ہیں۔ مُنی داس جی فوراً اُٹھ کر بھگوان کے چرنوں میں گر پڑے۔ بھگوان نے اُن کے سر پر اپنا کومل ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"مُنی داس! اُٹھ، بھوجن کر لے۔ تمہارے پریم اور بھگتی بھاؤ سے ہم بہت خوش ہیں ہم نے سب انتظام کر دیا ہے۔ آج سے کیرتن کے لئے

کیرتن میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈالے گا۔ یہ کہہ کر بھگوان انتردھان ہو گئے۔
بھگت مُنی داس جی اُٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مہاپرساد کا تھال اُن کے سامنے رکھا ہے۔ بھگوان کا آشیرباد اور پرساد پا کر اُن کی زندگی دھنیہ ہو گئی۔

پُری نریش مندر میں پہنچے گھٹنا کی پڑتال کر اُنہوں نے پنڈت جی کی خوب مذمت کی۔ اِس کے بعد وہ پنڈت جی کو ساتھ لے کر بھگت مُنی داس جی کے پاس گئے اور اُنہیں خواب کی بات بتلا کر پنڈت جی کی طرف سے معافی مانگی۔ پنڈت جی نے بھی راجا کے مُنہ سے بھگوان کا حکم سُن کر اور بھگت جی کی مہما کو جان کر مُنی داس جی سے اپنے کیئے کے لئے معافی مانگی اور اُن کے قدموں میں گر گئے۔ بھگتوں میں غرور تو ہوتا نہیں۔ وہ تو غریبی اور حلیمی وغیرہ نیک اوصاف سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اس لئے مُنی داس جی کو قدموں میں گرتے دیکھ کر یکدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولے ——— یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ تو پنڈت ہیں، شاستروں کے جاننے والے ہیں، اس ناطے میرے پُوجنے یوگیہ ہیں۔ پھر آپ کا تو مجھ پر بڑا اُپکار ہے، کیونکہ آپ کی کرپا سے مجھے بھگوان کے ساکھشات درشن کرنے کا سُندر موقعہ مِلا۔ آپ کا اُپکار تو میں زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔

بھگت جی کے ایسے عاجزانہ بچن سُن کر پنڈت جی بہت شرمندہ ہوئے۔ اُنہوں نے کہا ——— پنڈت کہلانے کا حقدار تو دراصل وہی شخص ہوتا ہے، جس کے دِل میں بھگوان کا پاک صاف اور سچا پریم ہو۔ نرمل بھگتی ہو۔ قائم اُلیقین اور عقیدت مند ہو۔ یہ سب اوصاف تو آپ میں ہیں، میری بھگتی تو صرف دِکھاوے کی بھگتی ہے۔ اِس لئے پنڈت دَرحقیقت میں نہیں آپ ہیں، کیونکہ آپ کی زندگی پربھو پریم میں

پوری طرح رنگی ہوئی ہے۔

اُس دِن سے شری جگناتھ جی کے مندر میں کتھا کا باچنا بند ہوگیا — کتھا لکشمی جی کے مندر میں ہونے لگی اور اب بھی وہیں ہوتی ہے۔

بھگت منی داس جی پھر کہیں نہیں گئے۔ وہ زندگی کے آخری دم تک وہیں رہ کر بھگوان کے اوصاف کی مہما گاتے رہے۔ اِس طرح وہ اپنا تام دُنیا میں توامر کر ہی گئے، بھگوان کے چرنوں میں اُنہوں نے مُستقل رہائش حاصل کرلی۔

اس کتھا کے پڑھنے والے خُود ہی قیاس لگائیں کہ پنڈت درحقیقت کون تھا؟ وہ کتھا باچنے والا جو دُنیاداروں کی نظروں میں عالم فاضل تھا یا بھگت منی داس جی جو دُنیاداروں کی نگاہ میں اَن پڑھ تھے، مگر علمِ معرفت کی اُن کو پوری واقفیت تھی، کیونکہ وہ اِس بات سے پوری طرح مُتفق تھے کہ بھگوان کا پاک صاف پریم ہی سب ویدوں شاستروں کا نچوڑ ہے اور پاک پریم کے دِل میں بس جانے سے ہی زندگی کامیاب اور دھنیہ بنتی ہے۔ تبھی تو ست پُرشوں نے فرمایا ہے کہ :-

دوہا

پوتھی پڑھ پڑھ جگ موُوا پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی اکھشر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے
وید شاستر پڑھ رات دن موُوا سکل سنسار
ہیئے پریم اُپجے نہیں کیوں پاوے کرتار
لکھنا پڑھنا چاتری کچھ لیکھے میں ناہیں
ہیئے پریم اُپجے بنا ڈوبے بھو کے ماہیں

(پریم سنت شری کبیر صاحب) (مسلسل)



جگ رچنا سب ہی ہے فانی
دھیان سے سُن اے بھولے پرانی
دِن دو چار کی ہے زندگانی
سپنا ہے دھن رُوپ جوانی
محل مکان اور دھن پریوار
مت کر پرانی اِن سے پیار
مت رکھ اِن سے تُو کچھ آشا
یہ سب کچھ ہے جھوٹ تماشا
بُھول بُھلیاں آنکھ کا دھوکا
ویرتھ گنوا نہ جنم کا موقعہ
ورنہ بعد میں پچھتائے گا
چھوڑ کے جگ جب تُو جائے گا
ساتھی انیک گئے تج ساتھ
آنکھوں دیکھی ہے یہ بات
ماتا پِتا سُت بندھو ناطے
دیکھے کِسی کا ساتھ نبھاتے

آج پیار کا جو دم بھرتے
جان و دِل نِثار ہیں کرتے
وِیدا میں چلے آنکھ چُھپا کر
دیکھ رہے پرانی ٹھوک بجا کر
اِن میں کوئی ہِیت نہ ساچا
ہِیت ہے کیول نام پربھو کا
کہتی یہ سنتوں کی بانی
تاتے جپ تُو نام اے پرانی
مان لے تُو سنتوں کا کہنا
من کے دھوکے میں مت رہنا
من کو اپنا شُترو جان
پرم ہتیشی گورُو کو مان
گورُو کو من کی ڈور سنبھال
تب ٹوٹے گا مایا جال
پانچ وِکاروں کا بل ٹوٹے
من کے پنجے سے رُوح چھوٹے
گورُو شرن بِن کاج نہ سُدھرے
بھو ساگر سے جیو نہ اُبھرے
ہیں اسیم گورُو کے احسان
کر نہ سکے جیہا گُن گان

ستیہ استیہ کا بھید بتاویں
کرپا کر ست پتھ درساویں

ستگورو دیویں نام کا دان
جو شاشوت آنند کی کھان

اَے پرانی جپ گورو کا نام
سمرن کر تو آٹھوں یام

نام ہے جگ میں سُکھ کی کھان
نام سے ملتا دُکھ سے تران

نام سے اہنش جو لو لائے
آدھی ویادھی سکل مٹ جائے

جنم مرن کی کٹ جائے پھاس
مٹ جائے کال کرال کی تراس

نام میں ملتا سُکھ انوپ
پرانی گرے نہیں بھو کوپ

تا تے کر تو پل پل سمرن
داس سپھل ہو جائے جیون



ست اُپدیش

ست پُرشوں کے بچن ہیں:-

چیت گوبند ارادھیئے	ہووے آنند گھنا
سنت جناں مِل پلیئے	رسنا نام بھنا
جِن پایا پربھ آپنا	آے تِس ہی گنا
اِک کھِن تِس بِن جیونا	برِتھا جنم جنا
جل تھل مہی ال پوریا	رویا وِچ ونا
سو پربھ چیت نہ آوئی	کِتڑا دُکھ گنا
جِن رویا سو پربھو تِناں	بھاگ منا
ہر درسن کوں من لوچدا	نانک پیاس منا
چیت مِلائے سو پربھو	تِس کے پائی لگا

(گوڑی باتی، ماجھ محلہ ۵)

چیت ماہ کا بیان کرتے ہوئے مہاپُرش فرماتے ہیں کہ پرمیشور کی پُوجا کرنی چاہیئے، جس سے بے انداز خوشی حاصل ہوتی ہے۔ زبان سے نام جپنے کا طریقہ سنتوں ست پُرشوں سے مِل کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ سنت ست پُرش ہی سمرن کا طریقہ جانتے اور

اِنسان کو بتلا سکتے ہیں۔ جنہوں نے نام کا سُمرن اور بھجن بھگتی کی کمائی کر کے پرماتما کو پا لیا ہے۔ اُنہیں کا دُنیا میں آنا کامیاب گِنا جاتا ہے۔ ایک لحظہ کے لئے بھی مالک کی یاد کے بغیر، پرماتما کے نام سُمرن کے بغیر جیو زِندگی ہے، وہ تو مانو اپنی زِندگی کو فضول کھو دیتا ہے۔ وہ پرماتما جل میں، تھل میں، زمین اور آسمان میں، اور جنگلوں میں ہر جگہ موجود ہے۔ اگر اِنسان نے اُس پرماتما کو، اُس کے پریم کو، اُس کی بھگتی کو، اُس کی یاد کو دِل میں نہیں بسایا، تو اُس کا دُکھ کِتنا زیادہ ہے؟ مطلب یہ کہ وہ بہت دُکھ پاتا ہے۔ مگر جنہوں نے اُس پرماتما کو اپنے دِل میں بسایا ہے۔ اُس کی یاد کو اپنے تن۔ مَن میں رچایا ہے، اُن کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔ مہاپُرش فرماتے ہیں کہ میرے مَن میں پربھو درشن کی بھاری طلب ہے۔ جو کوئی میرا پرماتما سے مِلاپ کرا دے، میں اُس کے قدموں میں لگ کر اپنا سب کچھ قُربان کر دوں۔

مہاپُرشوں کے پاک اِرشاد سبھی کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر اِنسان اپنی زِندگی کو اُن کے بچنوں کے سانچے میں ڈھال لے اُن بچنوں پر پُوری طرح عمل کرے، تو پھر یقیناً ہی اُس کی یہ زِندگی سُکھی اور خوشیوں سے بھرپُور ہو جائے اور پرلوک بھی سنور جائے۔

چوراسی لاکھ جُونیوں میں بہت مُدّت تک گھومنے کے بعد بڑی مُشکل سے جیو کو یہ اِنسانی زِندگی مِلی ہے۔ اِنسانی زِندگی کو سبھی سنتوں ست پُرشوں اور سدگرنتھوں نے سب جُونیوں میں سے افضل کہا ہے۔ کیونکہ اِس جنم میں اِنسان نام کا سُمرن اور بھجن بھگتی کی کمائی کر کے اپنے کُل پرماتما سے ایکاکار ہو سکتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

جنم مرن کے چکر سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔

اس لئے انسانی زندگی کے اِس موقع کو پاکر کے جیو کا یہ سب سے پہلا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پرماتما کی پوجا کرے، اُس کا بھجن سمرن کر کے مالک کے ملاپ کے لئے کوشش کرے۔ ست پُرشوں کے بچن ہیں :-

کئی جنم بھئے کیٹ پتنگا
کئی جنم گج مین کرنگا
کئی جنم پنکھی سرپ ہوئیو
کئی جنم ہیور برکھ جوئیو =۱=
مِل جگدیس مِلن کی بریا
چر نکال ایہہ دیہہ سنجریا =۱= رہاؤ
کئی جنم سیل گر کریا
کئی جنم گربھ ہر کھریا
کئی جنم ساکھ کرا اپائیا
لکھ چوراسی جُونی بھرمایا
(گُورُوبانی۔ گوڑی محلہ ۵)

ست پُرش فرماتے ہیں کہ اے انسان! تُو کتنے ہی جنموں میں کیڑا اور پتنگا بنتا رہا، کتنے ہی جنموں میں ہاتھی، مچھلی اور ہرن بنتا رہا۔ کتنے ہی جنموں میں تجھے گھوڑے اور بیل کا جسم ملا، کتنے ہی جنموں میں تجھے پتھر اور چٹان بننا پڑا، کتنے ہی جنموں میں گربھ میں ہی تیرا جسم ختم ہو گیا، کتنے ہی جنموں میں تُو درخت بن کر پیدا ہُوا اور اس طرح تک تُو لمبے عرصے تک چوراسی لاکھ جُونیوں میں گھومتا رہا۔ لمبے عرصے

کے بعد تجھے یہ اِنسانی جسم مِلا ہے، اب اِس میں پرماتما سے مِلنے کی کوشش کر، کیونکہ یہ زِندگی ہی پرماتما سے مِلنے کا موقعہ ہے۔

جب اِس بات کا پتہ چل گیا کہ اِنسانی زِندگی کے اِس موقعہ میں مالک کو پانا ہے، یہی وہ کام ہے جِس کے لئے اِنسانی زندگی مِلی ہے، تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اپنے اِس مقصد کی پُورتی کیسے کی جا سکتی ہے؟ اِس کا جواب دیتے ہوئے مہاپُرش فرماتے ہیں کہ:-

بھئی پراپت مانکھ دیہُریا
گوبند مِلن کی ایہہ تیری برِیا
اَوَرّ کاج تیرے کِتے نہ کام
مِل سادھ سنگت بھج کیول نام

(گورُوبانی - آسا محلہ ۵)

فرماتے ہیں کہ اے جیو! پرماتما کی بے حد بخشش سے تجھے اِنسانی جسم مِلا ہے۔ یہی پرماتما سے مِلنے کا سُنہری موقعہ ہے۔ اِس مقصد کی پُورتی کے لئے تُو نام کا سُمرن کر۔ مگر نام کا سُمرن کیسے کر؟ سنتوں ست پُرشوں کی صُحبت میں، اُن کی نصیحت مطابق۔ نام سُمرن کے علاوہ جِتنے بھی کام ہیں وہ تیری رُوح کی بہتری کے کام آنے والے نہیں ہیں۔

مہاپُرشوں کے مندرجہ بالا بچنوں سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ کہہ کر کہ نام۔ سُمرن کے عِلاوہ دُوسرے جِتنے بھی کام ہیں، وہ اِنسان کے کِسی کام نہیں آئیں گے۔ مہاپُرش دُنیا کے کام۔ کاج چھوڑنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ نہیں، مہاپُرشوں کا یہ مطلب کبھی نہیں ہے۔ اُن کا دراصل

مطلب یہ ہے، کہ دُنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے دُنیا کے فرائض منصبی کا پالن کرتے ہوئے، لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ سب کام کاج زندگی کی گذران اور جسم کی ضروریات کو پورا کرنے میں ہی مددگار ہیں ـــــ پرماتما کو پانے میں یہ کام مدد نہیں کرتے ـــــ پرماتما کے ملاپ میں تو نام کا سمرن ہی مددگار ہوگا۔ اِس بات کو اچھی طرح ذہنشین کر کے ہاتھ پاؤں سے بےشک دُنیا کے کام کرو، مگر دل میں اُن کا نام اُن کا تصور اور اُن کی یاد بسی رہے۔

چوپائی

کرسے کرم کرو ودھی نانا　　من میں راکھو کرپا ندھانا

(سنت بانی)

مہاپُرشوں کے بچنوں سے ایک بات اور بھی صاف ہو جاتی ہے کہ من متی مُطابق یعنی من کے کہنے پر چل کر نام کا سُمرن کرنے سے پرماتما بالکل نہیں مل سکتا۔ اِس مقصد کی پورتی اِنسان کی تبھی ہوگی، جب وہ مُرشد کامل کی قربت اور صحبت اپنائے گا اور اُن سے سُمرن کا صحیح طریقہ سیکھے گا۔ دُوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مُرشد کامل کی نصیحت مُطابق نام سُمرن کر کے ہی جیو پرماتما کو پا سکتا ہے۔ جیسا کہ مہاپُرشوں کا فرمان ہے:۔

رام رام سب کو کہے کہیے رام نہ ہوئے
گور پرسادی رام من وسے تا پھل پاوے کوئے

(گوربانی۔ گوجری محلہ ۳)

مطلب :- پرماتما کا نام تو سب کوئی جپتے ہیں، مگر ایسا کرنے سے پرماتما نہیں مِلتا۔ ستگورو کی بخشش سے جب پرماتما کا نام دِل میں بستا ہے تبھی صحیح پھل مِلتا ہے یعنی مقصد کی پُورتی ہوتی ہے۔

جنہوں نے وقت کے مُرشد کامل کی قُربت و صُحبت اختیار کر اُن کی نصیحت مُطابق نام کی کمائی کر کے اِس زِندگی میں مالک کے درشن کر لیے، اُنہیں کا اِس دُنیا میں اِنسانی جسم پانا کامیاب ہے۔ ایسے گورمُکھ حقیقی مقصد کی پُورتی کر کے اور زِندگی کی بازی جیت کر اِس دُنیا سے جاتے ہیں اور پرلوک میں سرخرو ہوتے ہیں۔ اِس کے برعکس جو اِنسانی زِندگی کے بیش قیمت وقت کو پربھو کے نام سِمرن اور بھجن بھگتی میں گذارنے کی بجائے شریر اِندریوں کی لذّتوں اور نفسانیت میں برباد کرتے ہیں۔ وہ جنم کی بازی ہار کر یہاں سے جاتے ہیں۔ انجام کار پرلوک میں شرمندہ ہوتے ہیں اور دُکھ اُٹھاتے ہیں۔

پرماتما نے بڑی بخشش کر کے نایاب اور افضل اِنسانی جسم جیو کو بخش دیا، اب یہ اِنسان کے اپنے اوپر دارومدار ہے کہ وہ بھاگ سے مِلے اِس موقعہ میں نام کی کمائی کر کے جیون کی بازی جیت لے یا اِس موقعہ کو نفسانی لذتوں اور اِندریوں کی پُورتی میں برباد کر کے زِندگی کی بازی ہار کر یہاں سے جائے۔ پرم سنت شری کبیر صاحب اپنی نیک نصیحت کے ذریعہ اِس بارے میں خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

ایہی تیرا اَوسر ایہہ تیری بار
گھٹ بھیتر تو دیکھ بچار

کہت کبیر جیت کہ ہار
بہُو وِدھی کہیو پُکار پُکار (گُورُو بانی)

اے جیوا یہ اِنسانی زِندگی ہی پرماتما کو پانے کا تُمہارے لئے سُنہری موقعہ ہے۔ اِسی زِندگی میں ہی تُم نے پرماتما سے یک جان ہونا ہے۔ من میں اچھی طرح بِچار کر اِس راز کو سمجھو شری کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تُمہیں پُکار پُکار کر کئی طرح سے اِس بات کو کہہ دیا ہے، اب تُم زِندگی کی بازی جیتو یا ہارو یعنی نام سِمرن کر کے زِندگی کو کامیاب بناؤ یا جسم اور اِندریوں کی پُورتی میں وقت گُذار کر زِندگی کو ناکام بناؤ، یہ تُمہارے اپنے اُوپر دارومدار ہے۔

جو لوگ نام کا سِمرن کرنے کی بجائے اِنسانی زِندگی کے بیش قیمت وقت کو کھانے پینے، جسم کے آرام، اور نفسانی لذّات میں گُذارتے ہیں۔ اُن کی زِندگی کِس کام کی؟ اُن کا تو اِنسانی زِندگی پانا نہ پانا ایک برابر ہے، کیونکہ کھانے پینے اور جسم و اِندریوں کی پُورتی میں تو دُوسری جُونیاں بھی دِن رات مُستغرق ہیں۔ اگر اِنسان نے بھی یہی کُچھ کیا تو پھر اُس میں اور دُوسری جُونیوں میں فرق ہی کیا رہا؟ دُوسری جُونیوں کی بجائے اُس کی فضیلت اور بڑائی کیا ہوئی؟ ایسا کرکے تو مانو اِس اعلےٰ، افضل اور نایاب زِندگی کو فضُول گنوانا ہے۔ اِنسان کی فضیلت اور بڑائی تو تبھی ہے جبکہ وہ اِس زِندگی میں نام کی کمائی کر کے زِندگی کو کامیاب بناوے، ورنہ اُس کا اِنسانی زِندگی پا کر دُنیا میں آنا فضُول ہے۔ سنتوں کے بچن ہیں:۔

جگ میں جینا ہے بھلا جب لگ ہردے نام
نام بِنا جگ جیونا سو دادو کِس کام

(سنت دادو دیال جی)

جس اِنسان کے دِل میں نام کا بسیرا ہے، یعنی جو ہمیشہ نام کا سُمرن کرتا ہے، اُسی کا دُنیا میں جینا بھلا ہے۔ کیونکہ نام کی بدولت وہ ہمیشہ سُکھ، آنند اور خوشیوں سے بھرپُور زندگی بسر کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ جس آدمی کے دِل میں نام کا بسیرہ نہیں اُس کا دُنیا میں جینا کس کام کا؟ کیونکہ نام سے خالی آدمی کی زندگی ہمیشہ دُکھوں۔ کشٹوں، فکرات اور پریشانیوں سے بھرپُور رہتی ہے۔ جو زندگی دُکھوں۔ فکرات اور پریشانیوں سے بھرپُور ہو، وہ زندگی بھی بھلا کوئی زندگی ہے؟ نام سے خالی شخص نہ صرف اِس زندگی میں دُکھ پاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کی بڑی بُری حالت ہوتی ہے، کیونکہ آواگمن کے چکر میں پھنس کر وہ جنم جنمانتر تک دُکھ۔ تکلیف اور مار برداشت کرتا ہے۔

دُنیادار اِنسان چاہتا تو ہے کہ اُسے سچا سُکھ۔ آنند ملے۔ دُکھ۔ تکلیف، کلپنائیں اور فکرات وغیرہ اُس کے پاس کبھی نہ پھٹکیں، مگر نام کو بھول کر سُکھ۔ آنند کی خواہش رکھنا فضول ہے۔ ستپرشوں کے بچن ہیں۔

ایسا جگ دیکھیا جُواری
سبھ سُکھ مانگے نام بِساری
(گورُوبانی)

مطلب:- دُنیادار اِنسان ایسا جُواری ہے جو نام کو بھول کر سب سُکھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

لیکن اُسے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ پرماتما کے نام کو بھول کر کے سچے سُکھ اور رُوحانی خوشی کا ملنا بالکل ممکن نہیں۔ سچا سُکھ جب

بھی ملے گا، نام کا سمرن کرنے سے ہی ملے گا۔ یہ ست پرشوں کے اٹل فیصلے ہیں۔
جو انہوں نے زندگی میں تجربہ کر کے فرمائے ہیں۔

سودھت سودھت سودھت بیچاریا
نام بناں سُکھ ناہی سرپ ہاریا
(گوروبانی، سوہی محلہ ۵)

ست پرش فرماتے ہیں کہ اے انسان! کھوج، کھوج کر یعنی اچھی طرح تحقیق اور وچار کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پرماتما کے نام کا سمرن کئے بغیر سچا اور روحانی سُکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ نام سے خالی شخص اپنی زندگی دُکھوں میں گذار کر کے زندگی کی بازی ہار کر جاتے ہیں۔

دُنیا دار انسان جہالت میں پڑ کر ہی جسم اور اندریوں کی لذات میں سُکھ۔ آنند کا احساس کر کے ان میں دن رات مستغرق رہتا ہے، ورنہ ان میں سُکھ اور آنند بالکل نہیں ہے۔ انسان کو نفسانیت میں جو معمولی سُکھ کا احساس ہوتا ہے، اُس کا نتیجہ کڑوا اور دُکھدائی ہے۔

جیسا کہ فرمان ہے۔

نمک کام سواد کارن کوٹ دِنس دُکھ پاوہی
گھڑی مُہت رنگ مانہی پھر بہور بہر پچھتاوہی
(گوروبانی آسا محلہ ۵)

مطلب:- انسان لحظہ بھر کے اندریوں کے سُکھ کے لئے کروڑوں دِنوں تک دُکھ پاتا ہے۔ گھڑی دو گھڑی موج کرتا ہے، لیکن پھر بار بار پچھتاتا ہے۔

سوچ کرو کہ یہ بھی کوئی سُکھ ہے جس کے بعد دُکھ ہی دُکھ

سہنا پڑے، وہ بھی ایک دو دِن نہیں بلکہ کروڑوں دِنوں تک۔ ایسے سُکھ کو سُکھ ماننا ہی جہالت ہے۔ سُکھ تو درحقیقت وہ ہے، جو لبقا۔ قائم۔ دائم اور ہمیشہ رہنے والا ہو، جس کو پالینے کے بعد کسی طرح کے دُکھ۔ فکرات بے چینی اور گُمان کی اُمید ہی نہ ہو۔ یہ سچا سُکھ اور رُوحانی سُکھ ہے، جو پرماتما کے نام۔ سُمرن سے، اُس کے دھیان اور اُن کی بھجن بھگتی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ شروعات میں اِن نفسانی لذّات کو چھوڑ کر پرماتما کے بھجن سُمرن میں مَن کو لگانا تھوڑا مشکل ہوتا ہے اور مَن کو ایسا کرنا تھوڑا کڑوا بھی لگتا ہے، کیونکہ مَن کو جنم جنمانتر سے اِن بے لبقا اور تھوڑی دیر کے نفسانی لذّات کی لٹک لگی ہوئی ہے۔ مگر یہ بالکُل یقیناً ہے کہ لبقا رُوحانی سُکھ جب بھی ملے گا۔ سُمرن دھیان سے ہی ملے گا۔ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج ارجن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

شغل سے ہوتا ہے جن میں کا ہشوں کا خاتمہ
ابتدا میں زہر سا ہو آخرش آبِ حیات
سب سے درجہ میں بڑا ہے وہ سُرورِ علم ذات
نفس کو محسوس ہو اوّل جو آبِ زندگی
سمّ قاتل ہے وہ آخر کار لُطفِ دُنیوی

مخزنِ اسرار ۱۸/۲-۳۶-۳۷-۳۸

اے ارجن! جس سُکھ کو اِنسان بھجن۔ دھیان اور سیوا وغیرہ کے شُغل سے حاصل کرتا ہے اور جس سے دُکھوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جاتا ہے، ایسا سُکھ اگر شُغل

کی شروعات میں تن کو زہر یلا محسوس ہوتا ہے۔ مگر آخر میں آبِ حیات (امرت) کے برابر ہے۔ اِس لئے مالک کی ذات کو پا لینے سے جو سُکھ ملتا ہے (یعنی پرماتما کے بھجن۔ سُمرن اور دھیان) سے حاصل ہونے والا سُکھ اعلےٰ درجہ کا سُکھ کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس جو سُکھ نفسانیت میں محسوس ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ شروعات میں جہالت کی وجہ سے امرت کے برابر معلوم ہوتا۔ مگر انجام میں سمّ قاتل (زہر) کے برابر ہے۔ اس لئے اُسے راجس سُکھ (اوسط درجہ) کا سُکھ کہا گیا ہے۔

یہ اوسط درجہ کا سُکھ صرف محسوس ہونے والا ہے۔ دراصل یہ سُکھ ہے نہیں۔ سُکھ دراصل وہ ہے جو پرماتما کے سُمرن بھجن سے اِنسان کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ رُوحانی سُکھ ہے اور سمجھدار لوگ ہمیشہ اِس رُوحانی سُکھ کی طلب کرتے اور اسی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نفس کی لذّات سے پیدا ہونے والا تھوڑی دیر کا جو سُکھ محسوس ہوتا ہے جس کا انجام یقیناً ہی دُکھ دینے والا ہے وہ کبھی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

نفس کی لذّات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات
اُن پہ اے ارجن نہیں کرتے ہیں عاقل اِلتفات

(مخزنِ اسرار ۵/۲۲)

ہے ارجن! یہ نفسانیت سے پیدا ہونے والے جو سُکھ ہیں۔ اگرچہ نفس پرست کو سُکھ دینے والے معلوم ہوتے ہیں۔ تو بھی وہ دُکھ دینے والے اور بے بقا ہیں۔ اِس لئے عقلمند اور سمجھدار شخص اُن میں نہیں اُلجھتا۔ سمجھدار شخص ہمیشہ سچے۔ بقا اور رُوحانی سُکھ کی طلب کرتا ہے۔

اور بھجن سمرن کے ذریعہ ہمیشہ اُس بقا آنند کی حالت میں مقیم رہتا ہے بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

غیریت کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی
علم باطن میں اُسے ملتی ہے لا فانی خوشی

(مخزنِ اسرار ۵/۲۱)

دویت بھاؤ کو چھوڑ کر (دنیاوی نفسانیت کی لذات کو چھوڑ کر) جو شخص اپنے من کو مالک کی ذات (پرماتما کے سمرن۔ دھیان) میں لگاتا ہے ـــ رُوحانی علم (یعنی اپنے من کو رُوح میں مقیم کرتا ہے) اُس کو سچا سکھ اور دائمی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

مگر اِس بات کی سمجھ اِنسان کو تبھی آتی ہے جب اُسے خوش قسمتی سے کامل مُرشد کی قُربت اور صُحبت نصیب ہو جاتی ہے۔ ستگورو کی بخشش سے اُس کی چشم معرفت کھلتی ہے۔ صحیح۔ غلط کی پہچان ہوتی ہے اور اِس راز کا علم ہوتا ہے کہ بقا اور قائم سُکھ نفسانیت اور لذاتِ اندریوں میں نہیں، بلکہ نام سمرن میں ہے۔ ستگورو کی قربت اور صحبت اختیار کئے بغیر تو اِنسان ہمیشہ جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتا رہتا اور دُکھی پریشان ہوتا رہتا ہے۔

بِن ستگورو سبھ موئی بلائی
آن دِن وا جھہی سانت نہ پائی
ستگورو ملے سب ترسن بجھائے
نانک نام سانت سُکھ پائے

(گورو بانی۔ دھناسری محلہ ۳)

مطلب :۔ ستگورو کی شرن اختیار کئے بغیر دُنیادار اِنسان دُکھوں میں زندگی بسر کر۔ رُوحانی موت پاتا ہے۔ وہ دِن۔ دِن فِکرات کی آگ میں جلتے رہتے ہیں، اُنہیں راحت نصیب نہیں ہوتی۔ خوش قسمتی سے جس اِنسان کا ستگورو سے مِلاپ ہو جاتا ہے، اُس کی ساری ہوس (نفسانی لذّات کی خواہش) ختم ہو جاتی ہے۔ ست پُرش فرماتے ہیں کہ نام کی بدولت وہ اِنسان سُکھ اور شانتی کو پاتا ہے۔

مُندرجہ بالا فرمان پر وِچار کر کے اِنسان کو چاہیئے کہ پرماتما کے نام کو دِل میں بسا کر پل پل اُس کا سُمرن کرے جس سے کہ اُس کی زِندگی بھی سُکھ اور خوشی سے گذرے اور اُس مقصد کی بھی پُورتی ہو، جس کے لیے اُسے یہ زِندگی مِلی ہے۔ یعنی وہ اِس زِندگی میں مالک کا دیدار پانے میں کامیاب ہو۔ جیسا کہ جیت جہینہ کا بیان کرتے ہوئے آخری لائن میں مہا پرشوں نے فرمایا کہ :۔ جو کوئی میرا پرماتما سے مِلن کرا دے میں اُس کے چرنوں سے لگ کر سب کچھ قربان کر دوں گا" تو وہ کون ہیں، جو جنم جنم سے بچھڑی ہوئی رُوح کا پرماتما سے میل کرا سکتا ہے؟ وہ ہیں وقت کے مُرشدِ کامل۔ اُن کی بخشش سے ہی جیو پرماتما سے ایکاکار ہو سکتا ہے۔

دوہا

پرماتم سے آتما جُدا رہے بہو کال
سُندر میلا کر دیا ستگورو مِلے دیال

(سنت سُندر داس جی)

اِس نُقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ اِنسان بڑے ہی خوش قسمت ہیں، جنہوں نے مُرشدِ کامل کی قُربت اور صُحبت اختیار کر نام کو

اپنے دِل میں بسایا ہے اور جو ستگورو کی نصیحت مُطابق نام کی کمائی کرتے میں مُستغرق ہیں۔ ایسے خُوش قسمت گورمکھ اِس زِندگی میں پرماتما کا درشن کر کے اپنے حقیقی مقصد کی پُورتی کر لیتے ہیں۔ ستگورو کی بخشش اور نام کی کمائی سے وہ اِس زِندگی میں بھی ہمیشہ سُکھ، آنند اور خُوشیوں سے بھرپُور رہتے ہیں اور اپنا پرلوک بھی سُہیلا بنا لیتے ہیں۔ دُنیا میں ایسے گورمکھوں کی زِندگی ہی کامیاب اور قابلِ تعریف ہے۔



اطلاع

۱۔ ماہ چیت سمت ۲۰۴۳ بکرمی کی سنکرانت ۱۴ مارچ ۱۹۸۷ء سنیچر وار کو ہوگی۔

۲۔ نیا سمت ۲۰۴۴ بکرمی ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء سوموار کو ہوگا۔

۳۔ شری رام نومی ۷۔ اپریل ۱۹۸۷ء منگلوار کو ہوگی۔

۴۔ وساکھی (ماہ بیساکھ) سمت ۲۰۴۴ بکرمی کی سنکرات ۱۴۔ اپریل ۱۹۸۷ء منگل وار کو ہوگی

مَن اور وچار

ایک وچاروان کا فرمان ہے :-

"As you think, so shall you be"

مطلب :- جیسا تم سوچو گے، ویسے ہی بنو گے۔

مندرجہ بالا فرمان کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے من میں اُٹھنے والے خیالات کا ہماری زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ خیالات بیج کے برابر ہیں۔ مَن کی زمین پر جس طرح کے خیالوں کا بیج ہم بوئیں گے، بیج کے مطابق اُسی طرح کے پودے بھی اُگیں گے اور پھر پیڑ بن کر اُسی طرح کا پھل بھی دیں گے۔ اِس لئے ہمیں من کی زمین میں بہت سوچ سمجھ کر خیالات کے بیج بونے چاہیئے۔ جس طرح کی زندگی ہم چاہتے ہیں، اُسی طرح کے خیالات کو من میں داخل اور مضبوط ہونے دینا چاہیئے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی سُکھی، اور لوگ ہمیں عزت سے یاد بھی کریں، تو پھر ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمیشہ اچھے خیالات کے ہی بیج من کی زمین میں بوئیں۔ بُرے اور گندے خیالوں کے بیج بو کر سُکھ اور عزت بالکل حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اُس سے تو ہمیشہ دُکھ اور اشانتی کا پھل ہی ملے گا، کیونکہ قُدرت کا یہ اٹل قانون ہے کہ ہم جیسا بیج بوئیں گے، ویسا ہی پھل پائیں گے۔ آم بو کر آم اور آک بو کر آک کا پھل ہی حاصل ہوگا۔

ہمارے من میں جس طرح کے خیال اُٹھتے ہیں۔ اُنہیں کے مطابق ہم

فعل کرتے ہیں اور جس طرح کے ہم فعل کرتے ہیں، ویسی ہی ہماری زندگی بن جاتی ہے۔ اس لیئے اپنے من میں اُٹھنے والے خیالات پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیں ہمیشہ ہی یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے من میں صرف نیک خیال ہی اُٹھیں۔ گندے خیالات کو اوّل تو من میں اُٹھنے ہی نہیں دینا چاہیئے اور اگر کوئی ایسا خیال من میں اُبھر بھی آئے تو اُسے فوراً اُکھاڑ پھینکنا چاہیئے۔ بیج اور نکما سمجھ کر کبھی بھی اُس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آج جسے ہم چھوٹا اور بیج سمجھ رہے ہیں، وہی بڑھتے بڑھتے کل کو جب بہت بڑا ہو جائے گا اور من کی زمین میں اپنی جڑیں مضبوط کرے گا، اُس وقت اُسے اُکھاڑ پھینکنا بہت مُشکل ہو جائے گا۔ ایک ننھے پودے کو اُکھاڑ پھینکنا آسان ہوتا ہے۔ مگر ایک بھاری اور مضبوط پیڑ کو اُکھاڑنا بہت مُشکل ہے۔ ایسا ہی خیال کے بارے میں بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ اِس لیئے اِس سے پہلے کے گندے خیال بڑی شکل اِختیار کریں اور اپنی جڑیں مضبوط کریں ہمیں چاہیئے کہ اُسے اُکھاڑ پھینکیں جس سے کہ ہمیں اُس کے پھل نہ چکھنے پڑیں۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی گندہ خیال ہمارے مَن میں اُٹھتا ہے، تو ہم یہ سوچ کر اُسے من کے ایک کونے میں پھینک دیتے ہیں کہ ارے چھوڑو! یہ خیال اگر ہمارے مَن میں پیدا بھی ہو گیا ہے، تو اِس سے کیا نقصان ہے؟ ہم اِسے جبکہ کام میں اِستعمال ہی نہیں کریں گے، تو یہ ہمارا کیا بگاڑے گا؟

ایسا سوچنا سخت غلطی ہے۔ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ خیال بیج کے برابر ہیں۔ بیج کی حیثیت کو نہ جان کر کسان اگر ایک بڑ (برگد) کے بیج کو لاپرواہی سے کھیت میں کہیں ایک طرف پھینک دے تو اِس سے کیا؟ موقعہ مُوافق

حالات پاکر وہ بیج اپنا رنگ ضرور دکھائے گا۔ وہ اُگے گا۔ زمین پھوڑ کر باہر نکلے گا اور اگر اُسے اُکھاڑ نہ پھینکا گیا تو پھر بڑھے گا۔ اپنی جڑیں مضبوط کرے گا۔ اور جب اُس کی جڑیں خوب مضبوط ہو جائیں گی، تب کسان کو اُسے اُکھاڑ پھینکنے میں کتنی پریشانی ہوگی۔ اگر وہ اُسے شروعات سے ہی ختم کر دیتا تو پریشانی سے بچ جاتا۔

ٹھیک اسی طرح جس گندے خیال کو ہم چھوٹا اور ہیچ سمجھ کر من کی زمین میں یہ سوچ کر ایک طرف پھینک دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کیا نقصان کرے گا، وہ خیال موافق غذا ملنے پر دھیرے دھیرے بڑھنے اور مضبوط ہونے لگتا ہے اور جب وہ اپنی جڑیں اچھی طرح مضبوط کر لیتا ہے۔ تب ہمیں اُس کی طاقت کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ تب اُسے نہ صرف باہر نکال پھینکنا ہی بس سے باہر ہو جاتا ہے بلکہ ہم کو اُس کے آگے جھکنا اور اُس کے موافق فعل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کسی نہ کسی طرح کی جنہیں بُری عادت پڑی ہوئی ہے، اُن سے ذرا پوچھ کر دیکھیے کہ اُن کی یہ حالت کیسے اور کیوں ہوئی؟ صرف اِس لیے کہ شروعات میں اُنہوں نے اُس خیال کو نکما اور بے مطلب سمجھ کر پیدا ہونے اور پھولنے پھلنے کا موقعہ دیا۔ اب وہ چاہتے ہوئے بھی اُس عادت کو چھوڑ نہیں پاتے کیونکہ اُس کی جڑیں گہری اور مضبوط ہو چکی ہیں۔ اُن کی زندگی اُس خیال کے مطابق پوری طرح ڈھل گئی ہے۔

اِس لئے ہمیں من کی زمین میں ہر وقت نیک خیالات کے بیج ہی بونے چاہئیں گندہ خیال اگر پیدا ہو بھی تو اُسے فوراً باہر نکال پھینکنا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے ہماری زندگی ستیم شیوم سُندرم بن جائے گی۔





طرز :- آواز دے کر ہمیں ....

ٹیک :- کیا سوانسوں میں جس نے نام کا سُمرن
اُسی پرانی کا جگ میں آنا ہوا دھن

۱- ہے لولین وہ بندگی میں نرنتر
ہوا وہ جگت بندھنوں سے سوتنتر
کرپا جس پہ تیری ہوئی میرے بھگون اُسی پرانی کا....

۲- نہ غالب ہو سکتی موہ مایا کی طاقت
نفس کی بھی اُس پہ چلے کچھ نہ حکمت
تیری سیوا میں جو بیتا ہے جیون اُسی پرانی کا....

۳- نصیحت پہ ست پُرشوں کی ہے جو چلتا
وچن مان اُن کے پربھو نام جپنا
ہے جس نے کیا اپنا تن من سمرپن اُسی پرانی کا....

۴- ندھی جوڑی جس نے بھگتی بھجن کی
توڑی کڑی اُس کے آوا گمن کی
سدکار ہند کیا اُس نے داسا یہ جیون اُسی پرانی کا....



شری امر بانی
(اپدیش)

جہالت اور غفلت کی وجہ سے اپنے اصلی فرض کا پالن نہ کرنا اور اپنے مقصد کو بھول جانا انسان کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس نقصان سے بچانے کے لئے اور جگیاسوؤں کو سچے راستہ پر لگانے کے لئے، جس سے کہ وہ اپنے مقصد کو پا سکیں، وقت بوقت مہاپرش دنیا میں اوتار لیتے رہتے ہیں وہ پریمیوں کو، جگیاسوؤں کو صحیح راستے پر لگا کر اس مقصد کی پورتی کرنے میں ان کی رہبری کرتے ہیں، جو کہ انسانی زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اپنے اس مقصد کو انسان مایا کے دھوکے میں آ کر بھول گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ کئی طرح کے دکھ و تکلیفات برداشت کر رہا ہے۔ مہاپرش اپنی نیک نصیحتوں کے ذریعہ جیوؤں کو غفلت کی نیند سے جگاتے اور انہیں صحیح راستہ پر لگاتے ہیں۔ ان کی ہمیشہ یہی ہدایت ہوتی ہے کہ انسانی جسم کو پا کر کے زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنا اور اس کی پورتی کرنا انسان کے لئے از حد ضروری ہے۔

دراصل دیکھا جائے تو مہاپرش ہی جیو کو اس بات کی پہچان کراتے ہیں کہ یہ جسم کس لئے ملا ہے اور اس کو کس طرح کامیاب بنانا ہے

مہاپرشوں کے بچن ہیں:-

تجھے یہ ملی تھی زندگی کسی خاص کام کے لئے
نہ کی ملی تھی یہ عیش و آرام کے لئے
دُرلبھ اوسر مِلا کام اپنے کو پہچانا نہیں
عیش و عشرت میں گیا وقت مقصد کو جانا نہیں
گر نہ کیا کام اپنا تو انت میں پچھتائے گا
آگیا جب کال سر پہ تو کچھ بن نہ پائے گا
مان سنتوں کی نصیحت انش تن کی فضیلت
چھوڑ مایا کے خیال پل پل نام سنبھال
بنالے اپنی سپھل زندگی

(سنت بانی)

یہ بیش قیمت اور نایاب جسم اِنسانی کس لئے مِلا ہے؟ کیا یہ نفس پرستی یا کھانے پینے کے لئے مِلا ہے؟ نہیں! یہ اِس لئے مِلا ہے کہ اِس میں اپنا خاص کام کرنا ہے۔ اُس خاص کام کو کرنے کے لئے ہی یہ زندگی مِلی ہے۔

جیو جنم جنمانتر سے یہ مانگ کرتا رہا ہے کہ مجھ کو اِنسانی جسم ملے۔ پہلے یہ جنموں جنم تک نیچ جونیوں میں بھٹکتا اور بھرمتا رہا اور بہت ہی دُکھ اُٹھاتا رہا۔ دُکھی زندگی کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ جنموں تک دُکھ اُٹھاتے ہوئے اُس کی یہ پکار تھی کہ مجھے اِنسانی زندگی ملے، جس میں ایشور کی بھگتی کر کے، نام کا سمرن کر کے جنم مرن کے چکر سے چھوٹ جاؤں۔ وہ اِنسانی جسم اِس کو مِلا۔ یہ اُونچے بھاگوں کی نشانی ہے۔ اب اِسی زندگی میں ہی اپنا مقصد پورا کرنا ہے۔ کیونکہ دوسری کسی بھی جُونی

میں یہ کام ہو سکنا ناممکن ہے۔

مالک کی بے انداز بخشش سے ہی یہ اِنسانی جسم مِلا ہے، جیسا کہ کتھن ہے۔

چوپائی

کبہک کر کرُنا نر دیہی
دیت اِیس بِن ہیت سنیہی
(شری رام چرت مانس، اُتر کانڈ)

مطلب:- بِنا ہی کارن رحمت برسانے والے ایشور، کبھی اپنی دیا کر کے اِسے (یعنی جیو کو) اِنسانی جسم بخشتے ہیں۔

کِس وجہ سے ایشور نے رحمت کی اور یہ اِنسانی جسم بخشا؟ اِس لئے کہ اِنسان اِس میں ایشور کی بھجن۔ بھگتی اور نام کی کمائی کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکے۔ یہ کام اگر اِس زندگی میں نہ کیا، تو پھر کب کرے گا؟ کسی دُوسری جُونی میں تو یہ کام ہو نہیں سکتا۔ اِس لئے خُوش قسمتی سے مِلے اِس موقعہ سے اِنسان کو پُورا پُورا فائدہ اُٹھا لینا چاہیئے۔

اِس کے علاوہ یہ بات بھی ہمیشہ دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ اِنسانی زندگی کا یہ سُنہری اور نایاب موقعہ تھوڑے وقت کے لئے ہی مِلا ہے۔ ایسا تو ہے نہیں کہ یگوں تک اِس جسم نے قائم رہنا ہے۔ کب اِس کا خاتمہ ہو جائے۔ اِس کا کوئی پتہ نہیں۔ جب کال سر پر آ گیا، تب تو کچھ بھی نہیں بن پائے گا۔ اِس لئے مہا پُرشوں نے اپنی بانی میں فرمایا ہے کہ اَے اِنسان! سنتوں کی نصیحت کو مان لے اور ایشور کی بھگتی کر لے۔ یہ اِنسانی جسم کی بڑائی اور اہمیت ہے۔ اِنسانی جسم کو پا کے اِس دُنیا میں آنے کا دُوسرا کوئی مقصد نہیں

ہے۔ دُنیا کے اور کام جو اِنسان نے اپنے ذِمے لے رکھے ہیں، وہ اُس کے اپنے نہیں ہیں۔ من اور مایا کے زیر ہو کر دُوسرے دُوسرے کام جو اِنسان کر رہا ہے، وہ سبھی مایا کے کام ہیں۔ من اور مایا یہ کبھی نہیں چاہتے کہ جیو ہمارے چُنگل سے نِکل جائے۔

مگر جیو آتما کی یہ پُکار تھی کہ ایسے سادھن ملیں تاکہ اُن کی قید سے آزاد ہو جاؤں۔ جیو آتما کی دُکھ بھری فریاد سُن کر ایشور کو دیا آئی، تو سنتوں مہاپُرشوں کے ذریعہ ایسا کلیان کاری پیغام بھیجا۔ اگر جیو اِس کو اپنے دِل میں بسا لے اِس پر عمل کرے تو اپنے مقصد کی پُورتی کر سکتا ہے۔

اپنی بانی میں انت ہیں مہاپُرشوں نے فرمایا ہے کہ۔

چھوڑ مایا کے خیال، پَل پَل نام سنبھال

بنا لے اپنی سپھل زندگی

اَے جیو! تو پَل پَل پرمیشور کے نام کا سُمِرن کر لے۔ جب پرمیشور کا نام دِل میں بس جائے گا۔ تو مایا کے خیال خود بخود ہی دِل سے دُور ہو جائیں گے اور تمہیں اُسی وقت ہی نجات مِل جائیگی۔ موکش۔ مایا کے چُنگل سے چھٹکارا مِل جانا ہی درحقیقت نجات اور آزادی ہے اور اِسی میں سچّا سُکھ اور سچا آنند ہے۔ جب تک اِنسان کے مَن میں مایا کے خیالات بسے ہوئے ہیں۔ تب تک سچا آنند اور سچی خُوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔

مایا سے آزادی کیسے مِل سکتی ہے؟ جب اِنسان سنتوں

ست پرشوں کی صحبت میں اگر اُن کی نصیحت مطابق نام کو دِل میں بسا لیتا ہے تو مایا اپنے آپ وہاں سے کوچ کر جاتی ہے یہ قدرتی بات ہے، کیونکہ مالک کا نام اور مایا کے خیال اور دُنیا کی خواہشات ایک دل میں کبھی نہیں رہ سکتے۔ جیسا کہ فرمان ہے:۔

دوہا

جہاں کام تہاں نام نہیں جہاں نام نہیں کام
کہہ کبیر دوؤں نہ رہیں روی رجنی اِک ٹھام

(پرم ست سری کبیر صاحب)

جیسے ابھی دِن کا وقت ہے، تو اب رات نہیں ہے اور جب رات ہو گئی تو دِن نہیں ہوگا۔ رات اور دِن ـــــ دونوں ایک ہی وقت ایک جگہ پر نہیں رہ سکتے۔ ٹھیک اسی طرح جس دِل کے اندر مالک کا نام بس جاتا ہے، وہاں سے اور سب خواہشات خودبخود کوچ کر جاتی ہیں۔ پرماتما کا نام اور دُنیا کی خواہشات ایک جگہ پر نہیں رہ سکتے۔

اب من میں خود قیاس کرو کہ دُنیا کی خواہشات اور مایا کے خیال کہاں ختم ہو سکتے ہیں؟ کیا دُنیاداروں کی صحبت میں یہ ختم ہو سکتے ہیں؟ بالکل نہیں کسی بھی دُنیاوی اِنسان سے اگر پوچھو، تو یہی جواب ملے گا کہ میرا اِتنا کام ـ دھندہ ہے، میری اِتنی عزّت ـ آبرو ہے، اِتنی دھن ـ دولت ہے، اِتنا کٹمب پریوار ہے وغیرہ وغیرہ۔ سب کے اندر یہی خیالات بھرے پڑے ہیں۔ کوئی بھی مایا کے اِن خیالات سے خالی نہیں ہے۔ تو پھر دُنیاداروں کی صحبت میں دُنیا کی خواہشات اور مایا کے خیالات کیونکر ختم ہو سکتے ہیں؟ مایا کے خیال اور دُنیاوی خواہشات تو تبھی دل سے دُور ہوں گی، جب دِل میں

مالک کے نام کا بسیرا ہوگا، پرماتما کی بھگتی بسے گی۔ نام اور بھگتی ست پُرشوں کی صحبت میں ہی مِل سکتی ہے۔ نام اور بھگتی کی وہ سچی دات ہے، جو جیو کو بھوساگر سے پار کرنے والی ہے۔ اِس کے علاوہ دُنیا کے جتنے بھی اسباب ہیں۔ جتنے بھی ناطے ہیں، سب بے بقا اور ساتھ چھوڑ جانے والے ہیں فرمان ہے:۔

دارا میت پُوت رتھ سمپت دھن پُورن سب مہی
اَور سگل مِتھیا ہی جانو بھجن کو سیح

(گورو بانی سورٹھ محلہ ۹)

مطلب:۔ استری، مِتر، پُتر، سواریاں، دھن، دولت، یہاں تک کہ پرتھوی ـــــ سب کچھ فانی سمجھو۔ دُنیا میں اگر کچھ سچ ہے اور ساتھ نبھانے والا ہے، تو وہ پرماتما کا بھجن سُمرن ہے۔

مہا پُرشوں نے اپنی بانی میں سب چیزیں گِن کر بتلا دیں کہ بیوی، بیٹا، دوست، دھن، جائداد وغیرہ۔ یعنی دُنیا کے جتنے بھی اسباب ہیں، سبھی جھُوٹے اور بے بقا ہیں۔ صرف پرماتما کا نام ہی سچ اور بقا ہے اور پرماتما کا یہ نام جیو کو سنسار سمندر سے پار کرنے والا ہے۔

اب گورمکھ خود ہی اندازہ لگائیں کہ اُن کے کتنے اُونچے بھاگ ہیں، کیونکہ وہ اُس جگہ پر بیٹھے ہیں جہاں پر نام کی بخشش ہوتی ہے۔ ست پُرشوں کی صحبت میں بغیر نام اور بھگتی کے دُوسرا کوئی کاربیوہار نہیں ہوتا یہاں پر دُنیا کے اسباب کا لین دین نہیں ہوتا، بلکہ نام اور بھگتی کی دات بخشی جاتی ہے۔

گورمکھوں کو جبکہ خوش قسمتی سے ست پُرشوں کی صحبت نصیب

ہوگئی ہے، نام کی سچی دولت مل گئی ہے۔ بھگتی کی کمائی کے ایسے آسان
ذریعے میسر ہوگئے ہیں، تو پھر انہیں چاہیئے کہ اِن سادھنوں کو اپنا کر
اپنے اندر خوشی کا بھنڈار بھر لیں اور سچے خزانے سے اپنے آپ کو مالا مال
کر لیں۔

دنیا میں صرف ست پرشوں کی صحبت ہی ایک ایسی جگہ ہے، جہاں
پر انسان کو نام اور بھگتی کی سچی دات مل سکتی ہے۔ جس کو پاکر انسان
صحیح معنوں میں سکھی ہوجاتا ہے۔ اس لئے وہ گورمکھ بہت ہی خوش
قسمت ہیں جنہیں یہ سنہری موقعہ ملا ہوا ہے یا مل جائے۔

پہلے تو انسانی زندگی کا مل جانا ہی اونچے بھاگوں کی نشانی ہے،
پھر اگر ست پرشوں کی صحبت مل جائے تو یہ اور بھی اونچے اور بڑے
بھاگوں کی نشانی ہے۔ پھر نام کی بخشش ہوجانا اور بھی زیادہ خوش
قسمتی ہے۔ اس لئے گورمکھ جن اپنے بھاگوں کی جتنی بڑائی کریں اتنی
ہی کم ہے، کیونکہ انہیں ست پرشوں کی صحبت اور نام کی سچی دات
میسر ہے۔

بھگتی کا راستہ روشنی والا راستہ ہے، جبکہ مایا کا راستہ اندھیرے
والا راستہ ہے۔ ست پرشوں کی سنگت کی بدولت جب انسان کو اس
بات کا پتہ چل جائے تو پھر انسان کیوں نہ روشنی کی طرف قدم بڑھائے۔

اس لئے ہر گورمکھ۔ پریمی کا یہ فرضِ اولین ہوجاتا ہے کہ بھگتی کے لئے
کوشش اور محنت کرے۔ اس کے لئے اسے چاہیئے کہ مہاپرشوں کے بچنوں
کو دل میں بسا کر ان پر عمل کرے اور ان سادھنوں کو اپنائے جو
بھگتی میں مضبوطی لانے والے ہیں۔ ایسا کرکے وہ سچے سکھ اور سچے آنند

سے جھولیاں بھرے۔ یہ سُکھ صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ پرلوک میں بھی اُس کے ہمراہ رہے گا۔ یہی اِنسانی زندگی کا حقیقی مقصد ہے اور اِسی کو حاصل کرنے کے لئے ہی مہاپُرشوں کی ساری رچنا ہوتی ہے۔

مہاپُرشوں نے یہ جو سادھن بنا دِے ہیں، یہ صرف جیو آتما کے کلیان کے لئے ہیں۔ جو ست پُرشوں کے بچنوں کو دِل میں بسا کر بھگتی کے اِن سادھنوں کی روزانہ پالنا کرتے ہیں۔ وہ اپنی یہ زندگی بھی سُکھی بنا لیتے ہیں اور اپنا پرلوک بھی سنوّار لیتے ہیں۔

(اِتی شُبھم بھوتو)